www.ataunnabi.blogspot.com

بعض معمولات اہلسنت خصوصاً سلسلہ رفاعیہ سے متعلق کچھ سوالات کے

تشفی بخش جوابات پر مشتمل ایک پر مغز اور ایمان افروز رسالہ

تُحفۂ رفاعِیَہ

تألیف لطیف :-
شیخ سید نور الدین سیف اللہ - رحمہ اللہ -

تسہیل و تحقیق :-
محمد افروز قادری چریاکوٹی

مزارِ پُر انوار سلطانُ العارفین حضرت سیّد احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ام عبیدہ، عراق شریف)

تحریک برکات امام شافعی (مرکز ونی پرار، رائے گڈھ کوکن)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعض معمولاتِ اہلسنّت خصوصاً سلسلہ رِفاعیہ سے متعلق کچھ سوالات
کے تشفی بخش جوابات پر مشتمل ایک پر مغز اور ایمان اَفروز رِسالہ

تحفہ رِفاعیہ

-: تالیف لطیف :-

شیخ سید نورالدین سیف اللہ- رحمہ اللہ و رضی عنہ-

-: تسہیل و تحقیق :-

محمد اَفروز قادری چریاکوٹی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بِأبِي أنتَ وأمِّي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيكَ أيُّهَا النَّبِيُّ الأمِّيُّ

تفصیلات

کتاب	:	تحفہ رفاعیہ (تاریخی نام: نورالتحقیقات ۱۳۰۶ھ)
موضوع	:	اِصلاحِ فکرو اِعتقاد
تالیف	:	شیخ سید نورالدین سیف اللہ - رحمہ اللہ ورضی عنہ - ابن صاحب سجادہ احمدیہ شیخ سید ابوالنصر محمد امین اللہ معروف بہ سید حسام الدین الحسینی الموسوی الرفاعی
تسہیل وتحقیق	:	ابو رِفقہ محمد افروز قادری چریاکوٹی - عفی عنہ - پروفیسر: دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ afrozqadri@gmail.com
نظر ثانی	:	علامہ مولانا سید محمد رضوان رفاعی ثقافی - حفظہُ اللہ -
حروف چیں	:	فہمی چریاکوٹی
صفحات	:	چھیانوے (۹۶)
اشاعت	:	۲۰۱۰ء - ۱۴۳۱ھ
قیمت	:	/روپے
تقسیم کار	:	اِدارہ فروغِ اسلام، چریاکوٹ، مئو، یوپی، انڈیا

Copyright©2014 by Idara Faroghe Islam. All rights reserved.
The income out of this book is dedicated to(اِدارہ فروغِ اسلام)for rever.

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

فہرست

پس منظر	۵
کلماتِ تبریک	۶
تاثر جلیل	۹
پیش لفظ	۱۱
سبب تالیف	۱۶
ایک رباعی	۱۷
استفتا	۱۸
نکاح وولیمہ کے وقت دف بجانا کیسا؟۔	۱۸
سوالِ اول	
عیدین وغیرہ کے موقع پر دف بجانا کیسا؟	۲۴
سوالِ دوم	
کیا راتب وغیرہ کے وقت دف بجا سکتے ہیں؟	۲۵
سوالِ سوم	
دف کے ساتھ قصیدے پڑھنا کیسا؟	۳۳
سوالِ چھارم	
رقص ووجد' اسلامی نقطہ نظر سے	۳۶
سوالِ پنجم	
شمشیر وگرز وغیرہ سے ضرب کرنے کا مسئلہ	۳۸

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

سوالِ ششم

زخم وغیرہ پر لعابِ دہن لگانے کا حکم ۴۱

سوالِ ہفتم

بزرگوں کو لفظ 'یا' سے ندا کرنا کیسا؟۔ ۴۲

سوالِ ہشتم

توسل کی شرعی حیثیت ۴۵

جھنڈا بنانا اور اسے شہروں میں پھرانا کیسا؟۔ ۴۶

سوالِ نہم

بزرگوں کے استقبال کے لیے شہر سے باہر جانا کیسا؟۔ ۵۱

سوالِ دہم

واقعہ حضرت بریدہ اسلمی کے ایمان کا ۵۱

جھنڈے پر کلمہ طیبہ وغیرہ لکھنے کا حکم ۵۷

سوالِ یازدہم

صوفیہ کے بارے میں نازیبا کلمات کہنے کا حکم ۵۹

سوالِ دوازدہم

تذکرۂ سلطان العارفین شیخ احمد کبیر رفاعی-علیہ الرحمہ- ۶۲

تصدیقات وتائیدات مع دستخط ومواہیر علما ومشائخ ۷۷

شکریہ ۸۵

تقریظ جلیل ۸۶

کتابیات ۸۷

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

پس منظر

معمولاتِ اہلسنّت و جماعت پر مشتمل اپنی نوعیت کی جداگانہ تصنیف ''انوارِ ساطعہ'' کی تسہیل وتجدید اور تخریج وتحقیق کے بعد یہ مزاج بن گیا کہ اس رنگ وآہنگ کی جو بھی کتاب ہاتھ لگے اس کی تحقیق وتسہیل کرنا میرا اَولین فریضہ ہوگا؛ چنانچہ ایک دن اِنٹرنیٹ پر بیٹھا اَہل سنت وجماعت کی کچھ کتابوں کی تلاش میں سرگراں تھا کہ اَچانک یہ کتاب نظر اَفروز ہوئی، پہلی فرصت میں اسے ڈاؤن لوڈ کیا اور پھر اس کی تسہیل وتحقیق میں جٹ گیا۔ سلسلہ عالیہ رفاعیہ کے کچھ اُمور سے متعلق میرے ذہن وفکر میں خود دو ایک سوال مدتوں سے اُبھرتے رہے تھے مگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں کے مینہ برسائے صاحب رسالہ کی قبر پر جنھوں نے اتنی جامع اور بصیرت افروز کتاب لکھ کر مجھ سمیت ہزاروں اَفراد کے ذہنوں سے شکوک وشبہات کی گرد صاف کردی ہے۔

نہیں معلوم کہ یہ کتاب مارکیٹس میں دستیاب ہے یا نہیں، میں تو اس وقت صحرائے افریقہ میں بیٹھا یہ سطریں لوحِ قرطاس پر ثبت کررہا ہوں؛ تاہم اس کتاب کی اَہمیت واِفادیت کے پیش نظر اس کی اشاعت وتشہیر وقت کی اَہم ضرورت ہے؛ کیوں کہ سلسلہ رفاعیہ کے کچھ معمولات خصوصاً راتب وغیرہ -- جس میں گرز وشمشیر وغیرہ سے ضرب کی جاتی ہے -- مدتوں سے اہل علم کے درمیان تشنۂ تحقیق اور وجہِ اِختلاف رہے ہیں۔ فاضل مصنف نے جس خوش اُسلوبی اور سادہ بیانی سے بارہ سوالوں کے جوابات کتاب وسنت کی روشنی میں فراہم کیے ہیں اس سے اُن کے مبلغ علم اور طبع وقاد کا پتا چلتا ہے۔ اللہ کرے یہ کتاب اِصلاحِ فکر واِعتقاد کا باعث ہو، اور سرکار کے نعلین پاک کے طفیل ہمیں دین و دنیا میں سرخروئی نصیب ہو۔ آمین۔ -اللہ بس باقی ہوس-

ابو رفقہ محمد افروز قادری چریاکوٹی

۸ ربیع الاوّل ۱۴۳۱ھ - مطابق - ۲۲ فروری ۲۰۱۰ء

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کلماتِ تبریک

مصلح ملت مبلغ اِسلام علامہ **محمد عبد المبین نعمانی** قادری -دامت برکاتہم العالیہ-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی و نسلم علی رسولہٖ الکریم و اٰلہ وصحبہ اجمعین أما بعد!

سید الاولیاء ابوالعباس سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھٹویں صدی ہجری کے ان اکابر اولیا میں سے ہیں جن کا چرچا مشرق تا مغرب ہے عرب ممالک میں ان کی شہرت کچھ زیادہ ہی ہے۔

ہندو پاک میں بھی آپ کا سلسلہ بیعت پھیلا ہوا ہے اور آپ کی کرامات کے شہرے ہیں، عربی فارسی کے ساتھ اردو میں بھی کئی کتابیں اور تراجم آپ کے تعلق سے منظر عام پر آ چکے ہیں، اس کی ایک کڑی 'تحفۂ رفاعیہ' بھی ہے جو اسی سلسلے کے ایک بزرگ حضرت شیخ سید نور الدین سیف اللہ رفاعی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تالیف ہے۔

اس کا تاریخی نام ''نور التحقیقات'' (۱۳۰۶ھ) ہے۔ کتاب سوا سو سال پرانی ہے، اُسلوب و انداز بھی قدیم تھا؛ لیکن عزیزی مولانا محمد افروز قادری چریا کوٹی -زید مجدہ و علمہ- نے اس کو جدید ترتیب وتہذیب کا جامہ پہنا دیا ہے، جس سے یہ کتاب عام فہم ہو گئی ہے اور اس سے استفادہ بھی آسان ہو گیا ہے۔

اس میں معمولات مشائخ، معمولات اہل سنت اور بعض معمولات سلسلہ رفاعیہ کے دلائل ہیں، نیز معترضین کے جوابات بھی، جو انصاف پسند حضرات کے لیے ضرور قابل قبول ہوں گے۔ البتہ معاندین و دشمنانِ بزرگان دین کو سمجھانا آسان کام نہیں کہ ان کے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

دلوں کے دروازے بند ہوتے ہیں اور آنکھوں پر تعصب کا پردہ پڑا ہوتا ہے۔

کتاب میں ایک مسئلہ دف کا بھی ہے، اور یہ سلسلہ رفاعیہ کے خاص معمولات سے ہے؛ چونکہ امام کبیر سید احمد رفاعی علیہ الرحمۃ و الرضوان شافعی تھے اور غالبًا شوافع کے نزدیک دف مطلق جائز ہے جیسا کہ کتاب میں مذکور دلائل سے پتہ چلتا ہے؛ البتہ اَحناف میں بعض فقہا نے اگر چہ مطلق جواز کا قول کیا ہے؛ لیکن فتویٰ بشرائط جواز پر ہے مطلق نہیں۔

اس کی تفصیل مجدد اِسلام امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کے رسالہ 'ہادی الناس فی رسوم الاعراس (۱۴۲۳ھ)' معروف بہ 'رسوم شادی' میں موجود ہے؛ لہٰذا اَحناف احتراز کریں تو ان کو اس کا حق ہے، اور شوافع اختیار کریں تو ان پر اعتراض کی بھی گنجائش نہیں!۔

فاضلِ جلیل مولانا سید رضوان رفاعی ثقافی -حفظہ ربہ- اور ان کے رفقا شکریہ و تحسین کے مستحق ہیں، جن کی کوششوں سے یہ نایاب ذخیرۂ علمی منظر عام پر آیا ہے۔ امید کہ اسی طرح سلسلہ رفاعیہ کے اور بھی ذخائر علمیہ منصّۂ شہود پر آتے رہیں گے، اور اہل علم و تصوف کے لیے ان سے استفادے کی راہیں ہموار ہوتی رہیں گی۔

صاحب سلسلہ رفاعیہ کے تعلق سے بعض نافہم اور ناعاقبت اندیش حضرات کی یہ روش اچھی نہیں معلوم ہوتی کہ بزرگوں کے فرق مراتب کے سلسلے میں خواہ مخواہ اِصرار کرتے ہیں ۔اللہ کی بارگاہ میں کس بزرگ کا کیا مقام ہے؟ اور کون کس سے افضل ہے؟؟ یہ معاملہ ایسا نہیں کہ بہ آسانی دلائل یقینیہ سے حل کیا جا سکے۔

اس سلسلے میں زبانِ خلق اور معاصر معتمدین کے اقوال سے بطورِ ظن غالب کچھ کہا جا سکتا ہے؛ لیکن اس طرح کی باتیں یقینیات سے تعلق نہیں رکھتیں؛ اس لیے ان کو کسی طرح نزاعی مسئلہ بنانا درست نہیں۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہاں ہر آدمی کو اس کا عقیدہ رکھنا درست ہے کہ ہمارا شیخ پورے عہد میں ہمارے لیے سب سے ممتاز اور افضل ہے؛ لیکن یہ عقیدت اس کی اپنی ذات تک ہی محدود رہنی چاہیے، اس کو عموم کا درجہ نہیں دیا جانا چاہیے۔

بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ سب ہمارے ہیں، ان کی عقیدت وعظمت ضرور ہمارے دلوں میں ہونی چاہیے، کہ اللہ والوں کی عقیدت ومحبت ایمان کا حصہ ہے، اور ان سے دشمنی وعداوت' خدا سے اعلانِ جنگ ہے؛ جو ایمان کے لیے زہر قاتل سے کم نہیں؛ لیکن فلاں کو فلاں سے افضل ماننا یہ ضروری نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اِتحاد کی توفیق دے کہ تمام سلاسل طریقت کے ماننے والے آپس میں مل جل کر رہیں اور ان کے اِرشادت پر عمل پیرا ہوں، اور کسی بزرگ کی توہین سے قطعاً پرہیز کریں، اسی میں ہماری بھلائی ہے اور اسی میں ہم بزرگوں کے فیوض و برکات سے متمتع ومستفید ہوسکتے ہیں۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ واکرم التسلیم۔

محمد عبد المبین نعمانی قادری

المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی)

۱۱؍ذی القعدہ ۱۴۳۱ھ......مطابق: ۲۰؍اکتوبر ۲۰۱۰ء

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تاثرِ جلیل

حضرت علامہ ومولانا مفتی مشتاق احمد قادری عزیزی
صدر شعبۂ افتاء جامعہ اہلسنّت صادق العلوم، ناسک شریف

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ، نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم ، اما بعد !

پیش نظر کتاب جس کا عرفی نام 'تحفۂ رفاعیہ' اور تاریخی نام 'انوارالتحقیقات ۱۳۰۶ھ' ہے جو رفاعی سلسلہ میں رائج راتب کے بارے میں کیے گئے سوالات کے قرآن و حدیث درجنوں کتبِ فقہ وتفاسیر واَقوالِ سلف سے ماخوذ محققانہ و مدققانہ جوابات پر مشتمل ہمعصر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی چودھویں صدی ہجری کے اوائل کے شہرہ آفاق محدث وفقیہ حضرت شیخ سید نورالدین سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی عبقری فکر ونظر و تبحر علمی کا اعلیٰ ترین شاہکار ہے، جس کی ہر ہر سطر اور طرزِ نگارش ان کی محدثانہ عظمت اور فقیہانہ بصیرت کا آئینہ دار ہے۔

یہ کتاب اپنے خصوصی موضوع کے علاوہ دیگر اِصلاحی پہلوؤں کو بھی محیط ہونے کے باعث اہل سنت کے ہر طبقہ میں مفید، کارآمد اور اَربابِ علم وتحقیق کی تسکین خاطر کا بیش بہا سامان ہے۔

دلائل و براہین کا یہ گوہر آبدار تقریباً ایک صدی سے زائد عرصہ سے گمنامی کے اندھیروں سے دوچار تھا؛ لیکن- خداعمرنوح بخشے- مبلغ اِسلام اَدیب العصر حضرت علامہ محمد افروز قادری چریاکوٹی - پروفیسر دلاص یونیورسٹی کیپ ٹاؤن افریقہ- کو کہ انہوں نے شبانہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

روز کی عرق ریزی و کاوش کے بعد اس شاہکارِ تحقیق کے قدیم پیکر کو جدید ترتیب و تسہیل و تخریج کی آرائشوں سے مزین و مرصع فرما کر ارباب فکر و نظر کی بزم میں عروسِ نو بنا کر پیش کرنے کی لازوال سعادت سے خود کو مالا ل کیا۔ **فمنح اللّٰہ لهٗ اجراً جزیلا .**

موصوف اس کارِ علمی پر وابستگانِ سلسلہ رفاعیہ کی جانب سے خصوصاً اور عامۃ المسلمین کی طرف سے عموماً ہدیۂ تبریک و تشکر کے مستحق ہیں۔

اسی کے ساتھ اس تحریک و عمل کے گرم جوش اور فعال محرک حضرت علامہ سید رضوان صاحب قبلہ ثقافی رفاعی شافعی (استاذ جامعہ اہل سنت صادق العلوم، شاہی مسجد، ناسک و رکن تحریکِ برکاتِ امام شافعی) کی مساعی جمیلہ بھی قابل قدر اور نا قابل فراموش ہیں۔

خداوند قدوس کتاب میں ہر نوع کے شریک و سہیم کو سرخروئی دارین عطا فرمائے۔ آمین بجاہِ النبی الرؤف الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

مشتاق احمد قادری عزیزی امجدی

استاذ: جامعہ اہلسنّت صادق العلوم

شاہی مسجد، ناسک سٹی، مہاراشٹر

۱۰ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

پیش لفظ

از: محبِّ محترم فاضل مکرم علامہ مولانا سید محمد رضوان رفاعی ثقافی - مدظلہ العالی -

'عدۃ النوبۃ وحضرۃ الرفاعیۃ' سلسلۂ عالیہ رفاعیہ کا دائروں کی لے پر کیا جانے والا انوکھا طریقۂ ذکر جو ہندوپاک میں 'راتب رفاعیہ' کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ حلقۂ ذکر میں جب نعت ومنقبت، کلمہ توحیداور قصیدوں کی بھینی بھینی صدائیں دف کی آوازوں سے بلند ہونے لگتی ہیں تو محفل میں ایک روحانی سماں بندھ جاتا ہے، اور رفاعی فقراء لذتِ ذکر سے سرشار و مدہوش ہوکر عالم وجد میں' آہنی آلات مثلاً گرز و شمشیر، خنجر و سیخ وغیرہ سے اپنے جسم پر ضربیں لگاتے ہیں، بے خوف وخطر دہکتے کوئلوں میں کود جاتے ہیں، زہر اور تانبے کو پانی کی طرح پیتے ہیں؛ مگر بدن سے نہ قطرۂ خون رستا ہے اور نہ ہی کسی تکلیف و اَذیت کا اِحساس ہوتا ہے اور نہ ہی زخموں کے نشانات ابھرتے ہیں، مجمع پر ایک کیف سا طاری ہوجاتا ہے، اور حاضرین دم بخود ہوجاتے ہیں۔ یہ منظر بڑا ہی روح پرور و ایمان افروز ہوتا ہے۔

راتب رفاعیہ کب، کہاں، کیسے، اور کیوں؟ کے تاریخی سرمایہ پر علماے اہلسنّت کی گرآں قدر نگارشات کا بڑا اہم ذخیرہ' معتبر کتب میں موجود ہے؛ جس کی تفصیل کے لیے صفحات درکار ہیں۔ بطور اختصار اس کا لب لباب و خلاصہ کلام کچھ اس طرح ہے۔ احیاے سنت و اصلاح فکر و اعتقاد، روحانیت کا مادیت پر غلبہ کا جیتا جاگتا ثبوت، منکرین عظمت اولیا کے خلاف رفاعی صوفیوں کا برملا اظہارِ احتجاج، فتنۂ تاتار میں بغداد کے مظلوم مسلمانوں کی آہوں کو مشائخ رفاعیہ کا بخشا ہوا اِحساس تحفظ، شاہ تاتار ہلاکو خان و غازان خان اور ان کے لشکر کے لیے انعام خسروی، جس کی برکتوں سے وہ آشناے اسلام و ایمان

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہوئے۔سلطان العارفین سیدنا سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ عنہ کی عظیم الشان اور جلیل القدر کرامت جو بعد وصال بھی آپ کے خلفاء و مریدین و منتسبین میں جاری و ساری ہے۔

(الاصول الاربع فی طریق الغوث الرفاعی الارفع سید محمد کمال الدین رفاعی دمشقی)

امام اجل عالم ربانی فقیہ عصر سید عبدالرحمٰن بن محمد شافعی المشہور باعلوی مفتی الدیار الحضرمیۃ رحمۃ اللہ علیہ تقسیم خوارق عادات وکرامات کے ضمن میں راتب رفاعیہ کی حلت و جواز پر رقمطراز ہیں :

الذین یضربون صدورھم بالدبوس اویطعنون اعینھم اویحملون النار ویاکلونھا وینتمون الیٰ سیدی احمد الرفاعی وسیدی احمد بن علوان اوغیر ھما من الاولیاء ان کانوا مستقیمین علی الشریعۃ قائمین بالاوامر تارکین للمناھی عالمین بالفرض العینی من العلم عاملین بہ لم یتعلموا السبب المحصل لھذا العمل فھومن حیز الکرامۃ .

(بغیۃ المسترشدین،۲۹۹ مطبع مصر ۱۳۷۱ھ۔۱۹۵۲م)

یعنی جو لوگ گرز یا چھری سے اپنے سینے پر ضرب لگاتے ہیں یا آنکھوں میں سیخیں چبھوتے ہیں یا انگاروں کو ہاتھوں اور منہ میں لیتے ہیں اور اس عمل کو سیدی احمد رفاعی اور سیدی احمد ابنِ علوان یا اُن کے علاوہ دیگر اولیاء رحمۃ اللہ علیہم سے منسوب کرتے ہیں اگر وہ لوگ شریعت مطہرہ کے پابند، احکام الٰہی کے بجالانے والے، منہیاتِ شرعیہ سے باز رہنے والے اور فرضِ عین کے عالم و عامل ہوں اور اس عمل کے اظہار و حصول کے لیے کوئی دوسرا سبب مثلاً سحر و جادو وغیرہ نہ سیکھا ہو تو یہ کرامت ہے۔

سلطان العارفین ابوالعباس سیدنا سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حق جل شانہ دین و سنت کے احیا کے لیے کسی کو مظہر کرامت بنادے تو ایسی صورت میں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اظہار کرامت سے کوئی ڈر وخوف نہیں، اور اگر کوئی درہم ودینار کے حصول کے لیے کرامتوں کا اظہار کرے تو وہ مجھ سے نہیں اور میں اس سے دنیا وآخرت میں بری ہوں۔(البرہان المؤید)

وقتِ مسرت ہے کہ پیشِ نظر کتاب 'تحفۂ رفاعیہ' تسہیل وتحقیق (نور التحقیقات مصنفہ عارف باللہ سید نورالدین سیف اللہ رحمۃ اللہ علیہ) کے پردے میں ہم اورآپ اخی الفاضل علامہ محمد افروز قادری چریاکوٹی کے دیدار سے مشرف ہورہے ہیں جوفی الوقت صحراے افریقہ کی معروف یونیورسٹی 'دلاص' میں اِسلامیات کے لیکچرر ہیں،مزید برآں صحافتی میز سے زبان واَدب اور مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خدمت کررہے ہیں۔

نور التحقیقات تو عنقا ہوچکی تھی، اور آہ! اگر وہ کسی عدیم الفرصت خوش نصیب کے طاقِ نسیاں کی زینت بنی ہوتو اس کی لسانی قدامت نیز عہد رفتہ کا پیرایۂ سخن کسی لسانُ العصر کو دعوتِ تسہیل وتحقیق دے رہا تھا، فاضل محقق نے اپنی فکر وقلم کا رخ اس عظیم کارنامے کی طرف پھیر کر وقت کی ایک اہم ترین ضرورت کی تکمیل کی ہے۔

میرے ناقص علم میں پورے ہندوپاک میں راتبِ رفاعیہ پر اتنی جامع ومدلل کتاب نہیں ہے جس میں راتب رفاعیہ اور معمولاتِ سلف وخلف کے درمیان تطابق وتوافق کو قرآن وسنت کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔لاریب 'تحفۂ رفاعیہ' کتب اِسلامیہ میں عموماً اور دیوانِ رفاعیہ میں خصوصاً ایک خوشگوار اضافہ ہے۔تسہیل وتحقیق وتخریج مصادر نیز فقہ شافعی کی مفتی بہا کتابوں سے حوالجات کی صف بندی نے کتاب میں روح پھونک دی اور اس کے حسن کو دوبالا کردیا۔

طریقۂ رفاعیہ اور راتب رفاعیہ کی اصل وحقیقت کے متلاشیوں کو کتابِ مستطاب کا مطالعہ نہ صرف مطمئن ومسرور کردے گا بلکہ جملہ شکوک وشبہات کو چاک چاک کردے گا؛ بالخصوص گلشن مخدوم کوکن کے باسیوں کے لیے جو آج بھی راتب رفاعیہ کی محفلوں کے دیپ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

جلائے بیٹھے ہیں، تحفۂ رفاعیہ کا مطالعہ نافع وایمان افروز ثابت ہوگا۔اور رہی بات نجدی و وہابی مکتبہ فکر کے منہ زوروں کی جنھوں نے عرصہ دراز سے راتب رفاعیہ کی حلت وجواز پر بھی واویلا مچا رکھا ہے تو ان کے دلوں کا اطمینان ہمارے ہاتھوں نہیں؛ تاہم کار ہدایت کے لیے اسباب کا مہیا کرنا سنتِ الٰہی ہے، منکرینِ عظمتِ اولیا کے لیے تحفۂ رفاعیہ کا ایک ایک حرف حق وصداقت کا تازیانہ ہے :

فسوف ترى اذا انكشف الغبار

أ فرس تحت رجلک أم حمار

ہم مشکور وممنون ہیں حضرت علامہ سید حسام الدین رفاعی ولیعہد خانقاہ عالیہ رفاعیہ، بروڈا شریف، پیر طریقت مبلغ اعظم ہند علامہ محمد عبد المبین نعمانی قادری، مفتی مشتاق صاحب کے ساتھ ان جملہ مخلصین ومخیّرین حضرات کے جنھوں نے اس شمع ہدایت کو روشن کرنے میں دامے درمے قدمے قلمے سخنے حصہ لیا، فجزاهم الله خير الجزاء فی الدنيا و الاخره.

خدا کرے محبّ گرامی علامہ قادری چریا کوٹی کا یہ تحقیقی اور تحریک کا یہ اشاعتی سفر تا دم حیات جاری رہے۔حق سبحانہٗ تعالیٰ مجھ عاصی و جملہ معاونین کو سلطان العارفین سیدنا غوث الرفاعی کے روحانی فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے۔ اللّٰهم ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم بسيدنا محمدوعترته الطاهرين برحمتک يا ارحم الراحمين اسی حرفِ دعا وتمنا کی شمع فروزاں کیساتھ الوداع۔

سید رضوان احمد ابن سید حسین رفاعی

استاذ: جامعہ اہلسنّت، ناسک شریف

ونائب صدر: تحریکِ برکاتِ امام شافعی، رائے گڈھ، ونی پرار، کوکن

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ الذي أنار أسرار معرفته بنور الدين و الإسلام ، و أفاض أنوار ربوبيته على من سلك طريق الحق ثم استقام ، و زين قلوب أوليائه الذين أحكموا أحكام الشريعة و الطريقة غاية الإحكام ، و نور فؤاد أحبائه الذين تشبثوا بأذيال الشريعة و تمسكوا بسنة خير الأنام ، و الصلوٰة و السلام على من هو صاحب الصدر و المقام الذي نور تحقيقاته أزال الشبهات و الأوهام ، و نور بأنوار هدايته الكائنات و رفع منها الظلام ، و جعله اللّٰه تعالىٰ خليفة لهداية الخواص و العوام ، و هو باعث وجود الموجودات من العرش إلى الفرش حتى الأنبياء و الملائكة الكرام ،كما ثبت ذلک بحديث قدسي عن اللّٰه تعالىٰ ذى العز و الجلال و الإكرام ، و علىٰ آله الطاهرين من الرجس و الأثام ، و هم كسفينة نوح علىٰ نبينا و عليه الصلوٰة و السلام ، و أصحابه الذين تشرفوا بشرف مجلسه و قرب المقام ، ففازوا بالنعمة السرمدية وكمال المرام ، الذين رفعوا رأيات الدين و نشروا الأعلام لهداية طريق الحق و إبطال الكفر و الأزلام ، و فرقوا بين الحق والباطل بالدلائل و البراهين و الصمصام ، و على جميع التابعين الكرام و تابعي التابعين العظام و على من تمسک بسلسلة إرشاده مريداً عروج معارج الكرام ، و طالبا للحق و صعود المقام إلى يوم الحشر و القيام .

أما بعد !

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

سببِ تالیف

حمد وصلوٰۃ کے بعد راہِ شریعت وطریقت پر چلنے والوں اور جادۂ حقیقت ومعرفت کی پیروی کرنے والوں پر روشن وآشکار ہونا چاہیے کہ اس رسالے کی تحریر وترتیب کا سبب و مقصد کیا ہے!۔تو (دراصل) سلسلہ عالیہ رفاعیہ اور طریقہ احمدیہ سے منسلک ومتعلق اکثر حضرات نے مجھ کم علم سے بارہا اِصرار کیا کہ (بڑا اچھا ہوتا) اگر کوئی ایسا رسالہ تیار کردیا جاتا جس میں مشربِ رفاعیہ کے جملہ لوازمات اور مسلک اَحمدیہ کی ساری ضروریات' اَحادیث صحیحہ اور روایاتِ معتبرہ کی روشنی میں تفصیل کے ساتھ بیان کردی جاتیں؛ لہٰذا اِس فقیر حقیر خادم طلبہ ومشائخ سید نورالدین سیف اللہ- ابن حضرت صاحب سجادہ احمدیہ شیخنا ومولانا سید ابوالنصر محمد امین اللہ المعروف سید حسام الدین الحسینی الموسوی الرفاعی- نے احادیث و روایات کے حوالے سے ''تحفہ رفاعیہ'' نامی یہ رسالہ مرتب کیا، جس کا تاریخی نام ''نورالتحقیقات ۱۳۰۶ھ'' ہے جس میں ایک فائدہ کے ساتھ بارہ سوالوں کا مدلل جواب درج ہے۔ جو- بحمدہٖ تعالیٰ- سورت وبمبئی وغیرہ کے مشاہیر علماے دین، قاضیانِ شرع متین اور مشائخ سجادہ نشین کی (تائیدی) دستخطوں اور مہروں کے ساتھ ہدیہ قارئین وناظرین ہے۔

پروردگارِ عالم بطفیل رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' جملہ اہل اِسلام کو اَولیاے کرام کی محبت وعقیدت نصیب کرے۔ نیز شریعت مطہرہ کی پیروی اور مسائل دینیہ سے آگہی کی انھیں توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین

و اللہ یھدی من یشاء إلی سبیل الرشاد

و علیه التوکل و الاعتماد

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

رباعی

آں کس کہ کمالِ اَولیا را نہ شناخت
ویں نعمت خاص بے بہارا نہ شناخت

پس شکر نہ کرد و حب ایشاں نہ گزید
میداں بہ یقیں کہ او خدارا نہ شناخت

یعنی وہ شخص کہ جسے اولیا و بزرگانِ دین کی کمالِ عظمت کی پہچان نہ ہو
سمجھ لو کہ وہ ایک عظیم اور گراں مایہ سرمایہ کی شناخت سے محروم رہ گیا
جس نے اتنی عظیم دولت پا کر بھی ناشکری کی اور اُن کی محبت واُلفت
سے اپنے آبگینۂ دل کو منور و تابناک نہ کیا
تو پھر بالیقین جان لو کہ اسے درحقیقت خداوند قدوس ہی کی شناخت نہیں ہے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

استفتا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع مبین -زادہم اللہ تعالیٰ شرفا وتعظیما- مندرجہ ذیل سوالاتِ مستفسرہ کے بارے میں۔صحیح الاسناد احادیث اور فقہ کی کتابوں کی روشنی میں تفصیل سے ان کے جوابات بیان فرما کر ماجور ومشکور ہوں۔ بَیِّنُوا تُوجَرُوا.

نکاح وولیمہ کے وقت دف بجانا کیسا؟۔

سوالِ اول :

نکاح، ولیمہ یا بچے کی پیدائش کے وقت دف یعنی دائرے کا بجانا درست وجائز ہے یانہیں۔

جوابِ اول :

سوال ملاحظہ کرنے کے بعد اُس کا جواب از روے شرع مجھ پر یوں منکشف ہوا کہ نکاح، ولیمہ یا بچے کی پیدائش کے وقت بلکہ ہر شرعی خوشی کے موقع پر دائرہ (دَف) بجانا جائز ودرست ہے، اور فقہ کی معتبر کتابوں سے اس کا مباح ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ عینی شرح کنز الدقائق کے -باب الشہادۃ- میں ہے :

و من الناس من أجاز الغناء في العرس، ألا ترى أنه لا بأس بضرب الدف فيه إعلانا للنكاح .

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

یعنی بعض لوگوں(۱) نے شادی کے موقع پر غنا کو جائز قرار دیا ہے۔ دیکھیں ناکہ نکاح کا اعلان کرنے کی غرض سے اس میں دف بجانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

فتاویٰ مختصر شافی کی – فصل فی السماع و التغنی و المزامیر – میں لکھا ہے :

و من الناس من جوز ذٰلک في العرس و الوليمة و إن كان فيه نوع لهوٍ و طربٍ لم يكن به بأس لأن فيه إظهار النكاح و به أمر صاحب الشرع 'أَعْلِنُوا النِّكَاحَ وَ لَو بِالدُّفِّ' . (۲)

یعنی بعض مشائخ نے شادی اور ولیمہ میں غنا کی اِجازت دی ہے۔ اگر خوشی کے اس موقع پر لہو وطرب کا کچھ اَنداز پیدا ہو جائے تب بھی اس میں کوئی حرج نہیں؛ کیوں کہ اس میں نکاح کا اظہار واِعلان ہے۔ اور اس کا حکم تو سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا ہے کہ نکاح کا اِعلان کرو خواہ دف بجا کر ہی سہی۔

یوں ہی درمختار کے ترجمہ 'غایۃ الاوطار' کی جلد دوم – کتاب النکاح – میں ہے :

مراد زفاف سے یہاں عورتوں کا اجماع ہے۔ اس واسطے کہ شب زفاف میں عورتوں کا جمع ہونا عرف میں لازم ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ زفاف سے مراد دف بجا کر اعلان کرنا ہے۔

نیز اسی کتاب کی جلد سوئم کے صفحہ ۳۹۸ – کتاب الشہادۃ – میں لکھا ہے :

---

(۱) یہاں 'الناس' سے مراد فقہا ومشائخ ہیں جیسا کہ تبیین الحقائق میں اس کی تصریح ہے :
و مِن المشايخ من جاز الغِناءَ فِي العرسِ ألا ترى أنه لا بأس بِضربِ الدُّفِ فِيهِ إعلانا لِلنِكاحِ . (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق: ۲۷۱/۱۲)
یعنی بعض مشائخ کرام نے خوشی کے موقع پر غنا کو جائز قرار دیا ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ نکاح کا اعلان کرنے کی غرض سے اس کے اندر دف بجانے میں کوئی حرج نہیں! – چڑیاکوٹی –

(۲) المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی ابن مازہ: ۱۷۳/۹۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اور دوسری قسم ملاہی کی مباح ہے وہ دف ہے نکاح اور نکاح کی مانند ہر سرور حادث میں۔ كذا فی الطحطاوي عن البحر۔

اسی کتاب کی جلد سوئم صفحہ ۳۹۹۔ کتاب الشہادۃ۔ میں تحریر ہے :

اور بعض فقہانے جائز رکھا ہے سرود کو نکاح میں جیسے دف بجانا اس میں جائز ہے اور بعضوں نے اس کو مباح کہا ہے مطلقاً نکاح اور غیر نکاح میں۔

اسی کتاب کی جلد سوئم صفحہ ۳۰۰۔ کتاب الشہادۃ۔ میں درج ہے :

اور مغنی میں ہے کہ ملاہی دو قسم کی ہے ایک محرم چنانچہ آلات مطربہ غنا جیسا کہ مزمار و طنبور وغیرہ اور دوسری قسم مباح ہے وہ دف ہے نکاح اور اس کے مانند اور سرورِ حادث میں۔

اور بعضوں نے کہا ہے کہ نکاح کا اِظہار دف بجا کے کرنا سنت ہے۔ چنانچہ ابن بطال نے شرح بخاری میں روایت کیا ہے :

قال المهلب: السنة إعلان النكاح بالدف ...(۱)

یعنی شیخ مہلب فرماتے ہیں کہ نکاح کا اعلان دف کے ساتھ کرنا سنت ہے۔

نیز امام احمد بن حنبل کے نزدیک نکاح میں دائرہ (دف) بجانا مستحب ہے۔

(ا) چنانچہ شیخ شمس الدین مقدسی حنبلی نے المقنع کے اندر۔ کتاب النکاح۔ کے تحت لکھا ہے :

يستحب ضرب الدف في النكاح . (۲)

یعنی نکاح میں دف بجانا مستحب ہے۔

(۱) شرح ابن بطال: ۲۶۱/۱۳۔

(۲) المبدع شرح المقنع: ۱۸۰/۸...... المغنی: ۳۶/۱۵۔ اسی صفحہ میں امام احمد بن حنبل کا یہ قول بھی نقل ہے کہ: لا بأس بالدف في العرس و الختان. یعنی شادی اور ختنہ کے موقع پر دف بجانے میں کوئی حرج نہیں۔ ۔چڑیاکوٹی۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

علیٰ ہذا القیاس فقہائے شافعیہ بھی نکاح اور ولیمہ میں دائرہ بجانا مستحب جانتے ہیں۔
چنانچہ فقیہ حافظ ابوبکر محمد بن عبداللہ عامری بغدادی شافعی اپنی کتاب کے۔باب السماع۔
میں تحریر فرماتے ہیں :

لما قسم ضرب الدف تقسیماتٍ قال و ضربٌ یستحب فالمستحب في العرس و الولیمة . و قال صاحب البیان و ابن عصرون و ابن درباس صاحب الاستقصاء و ایراد المحاملي یقتضیه و کذا الجرجاني في تحریره و کذلک سلیم الرازی في کتاب المسمی بالمحرر، و إلیه أشار عماد الدین السهروردي صاحب الذخیرة ، و نقل ابن حمدان الحنبلي قولا في مذهب أحمد فقال و الدف یباح في العرس و قیل و الختان ، ذکره في الرعایة الکبریٰ .

یعنی فقہائے کرام نے دف بجانے کے بہت سے مواقع بیان فرمائے ہیں۔ تو شادی اور ولیمہ میں دف بجانا مستحب ہے۔صاحب بیان، ابن عصرون، اور ابن درباس صاحب الاستقصاء نے بھی یہی کہاہے، اور محاملی کے اعتراض کا مقتضا بھی یہی ہے۔یوں ہی علامہ جرجانی نے ''تحریر'' میں اور سلیم رازی نے اپنی کتاب ''محرر'' میں بیان فرمایا ہے۔اور صاحب ذخیرہ' عماد الدین سہروردی نے بھی اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ابن حمدان حنبلی سے مذہب حنبلی میں ایک قول منقول ہے کہ شادی اور ایک قول کے مطابق ختنہ کے مواقع پر دف بجانا مباح ہے، جس کا ذکر ''رعایۃ الکبریٰ'' میں آیا ہے۔

اسی طرح علمائے مالکیہ کی تحریر میں بھی دف بجانے کی اِباحت پائی جاتی ہے۔چنانچہ قاضی ابوبکر ابن العربی المالکی اپنی کتاب ''الاحکام'' میں فرماتے ہیں :

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

......إن آلات الـلهـو المشتهرة للنكاح يجوز استعمالها فيه و ذكر الدف منها . (۱)

یعنی نکاح (کے اظہار) کے لیے جو آلاتِ لہو مشہور ہیں ان کا اس میں استعمال جائز ہے اور انھوں نے دف کو انھیں میں سے شمار کیا ہے۔

تو فقہ کی اِن معتبر روایتوں سے ظاہر ہے کہ نکاح یا ولیمہ میں دف بجانا درست و جائز ہے۔ بلکہ بعض علما نے اس کو مستحب و مسنون بھی کہا ہے مشکوٰۃ شریف کے -باب النکاح- میں مذکور اُس حدیث کی وجہ سے جسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت فرمایا ہے :

قـال رسـول الـلّٰـه صـلـى الله عليه وسلم : أعلنوا هذا النكاح واجعلوه فى المساجد و اضربوا عليه بالدفوف . (۲)

یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نکاح کا اِعلان و اظہار کیا کرو، نکاح، مسجدوں میں کیا کرو، اور (خوشی کے) اس موقع پر دف بجایا کرو۔

اور مشکوٰۃ شریف کے -باب النکاح- ہی میں ہے :

و عـن مـحـمـد بـن حاطب الجمحي عن النبي صلى الله عليه وسـلـم قال : فصل ما بين الحلال و الحرام الصوت والدف

(۱) مواہب الجلیل فی شرح مختصر الشیخ خلیل:۱۱/۳۷-باب تنبیہ انواع الاطعمۃ فی بعض الاعراس...۔

(۲) سنن ترمذی:۴/۳۷۳/۳حدیث: ۱۱۱۲...... مشکوٰۃ المصابیح: ۲/۲۱۴ حدیث: ۳۱۵۲...... سنن کبریٰ بیہقی: ۷/۲۹۰...... جمع الجوامع سیوطی: ۱/۴۱۲۹ ...... کنز العمال: ۱۶/۲۹۱حدیث:۴۴۵۳۶...... مسند جامع: ۵۰/۲۰۰حدیث: ۱۶۶۷۷......تخریج احادیث الاحیاء: ۳/۴۵۵حدیث: ۱۴۵۵...... اسنی المطالب فی احادیث مختلفۃ المراتب:۱/۶۰ حدیث:۲۱۹...... المقاصد الحسنہ سخاوی: ۱/ ۱۲۵حدیث: ۱۲۹...... العلل المتناہیۃ:۳/۶۲۶ حدیث:۱۰۳۴۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

في النكاح .(۱)

یعنی حضرت محمد بن حاطب جمحی روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا: نکاح کے اندر حلال وحرام کے درمیان فرق کرنے والی چیز دف بجانا ہے۔

نیز مشکوٰۃ شریف کے-باب الاعلان-میں بخاری شریف کے حوالے سے ایک حدیث یوں نقل ہوئی ہے :

عن الربيع بنت معوذ بن عفراء قالت : جاء النبي صلى الله عليه وسلم فدخل حين بنى علي فجلس على فراشي كمجلسك منى فجعلت جويريات لنا يضربن بالدف ويندبن من قتل من آبائي يوم بدر إذ قالت إحداهن : وفينا نبي يعلم ما في غد فقال : دعي هذه وقولي بالذي كنت تقولين .

یعنی ربیع بنت معوذ بن عفرا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری شادی کے دن ہمارے پاس آئے اور جیسے تم میرے پاس بیٹھے ہو یوں ہی میرے بستر پر تشریف فرما ہو گئے۔ تو (موقع غنیمت جانتے ہوئے) ہماری بچیاں دف بجانے لگیں، اور جنگ بدر میں جام شہادت نوش کرنے والے ہمارے آباؤ اَجداد

(۱) مشکوٰۃ المصابیح:۲/۲۱۵ حدیث:۳۱۵۳......سنن نسائی:۶/۴۳۷ حدیث:۳۳۶۹......سنن ابن ماجہ:۶/۹۱ حدیث: ۱۹۷۱......مستدرک حاکم: ۲/۲۰۱ حدیث:۲۷۵۰......مسند احمد بن حنبل: ۴/۲۵۹ حدیث: ۱۸۳۰۶......سنن سعید بن منصور:۱/۱۷۳ حدیث: ۶۲۹......معجم کبیر طبرانی: ۱۹/۲۴۲ حدیث: ۱۶۲۱۲......شرح السنہ بغوی:۵/۴۳......جامع کبیر سیوطی: ۱/۱۴۸۳۵......کنز العمال:۱۶/۳۰۰ حدیث:۴۴۵۸۴......التلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر:۶/۳۶ حدیث: ۲۶۵۵......مسند جامع: ۳۵/۹۶ حدیث: ۱۱۳۴۹......تحفۃ الاشراف:۱۰/۱۶۷ حدیث:۱۱۲۲۱۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کا مرثیہ پڑھنے لگیں۔ اتنے میں کسی بچی کے منہ سے یہ نکل گیا: ''ہم میں ایک ایسے نبی موجود ہیں جنھیں کل کی باتوں کا پتا ہوتا ہے''۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: اِسے چھوڑ دو اور وہی پڑھو جو تم لوگ پڑھ رہی تھیں۔ (۱)

عیدین وغیرہ کے موقع پر دف بجانا کیسا؟

سوالِ دوم :

کسی دینی خوشی یا عیدین وغیرہ کے موقع پر دف بجانا از روئے شرع درست ہے یا نہیں؟۔

جوابِ دوم :

ہر دینی خوشی کے موقع پر یا عیدین کے دن' دائرہ (دف) بجانا درست وجائز ہے۔ ہر شرعی خوشی میں دائرہ بجانے کا جواز تو سوالِ اوّل کے جواب سے ظاہر ہے۔ اور عید کے دن دف بجانے کی اِباحت حدیث شریف سے (بطورِ خاص) ثابت ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اَیامِ تشریق میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں تشریف رکھتے تھے، اور حضرت عائشہ کی دو لونڈیاں دف بجا کر اَشعار پڑھ رہی تھیں۔ اسی بیچ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے اور اُن لونڈیوں کو دف بجانے سے منع کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اَبوبکر صدیق سے فرمایا کہ اے ابوبکر! ان سے درگزر کرو، اور انھیں

---

(۱) صحیح بخاری :۳۶۳/۱۳حدیث:۴۰۰۱...... سنن ابن ماجہ:۶۱۱/۱ حدیث: ۱۸۹۷...... سنن کبریٰ بیہقی:۲۸۹/۷...... مشکوۃ المصابیح:۲۱۲/۲حدیث: ۳۱۴۰...... مسند الصحابہ فی الکتب التسعہ:۴۲۵/۴۳ حدیث:۳۷۷۹...... شرح السنہ بغوی: ۴۲/۵...... مسند جامع: ۲۱۵/۴۸ حدیث: ۱۵۹۱۳...... تحفۃ الاشراف:۱۹۵/۱۳حدیث:۱۵۸۳۱۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بجانے دو؛ کیوں کہ یہ عید کے دن ہیں۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ہر قوم کے لیے ایک عید کا دن ہوتا ہے اور یہ ہمارے عید کا دن ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے -باب صلوٰۃ العیدین- میں متن حدیث یوں درج ہے :

و عن عائشة قالت : إن أبا بكر دخل عليها و عندها جاريتان في أيام منى تدففان و تضربان وفي رواية : تغنيان بما تقاولت الأنصار يوم بعاث والنبي صلى الله عليه وسلم متغش بثوبه فانتهرهما أبو بكر فكشف النبي صلى الله عليه وسلم عن وجهه فقال : دعهما يا أبا بكر فإنها أيام عيد وفي رواية : يا أبا بكر إن لكل قوم عيدا وهذا عيدنا . (۱)

اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ عیدین کے دن دف بجانا درست و جائز ہے۔ اگر درست نہ ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اس کی ممانعت فرماتے نیز حضرت ابوبکر صدیق کو منع کرنے سے نہ روکتے۔ اس کے جزئیات فقہی کتابوں میں بھی درج ہیں تاہم اختصار کے باعث اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

کیا راتب وغیرہ کے وقت دف بجا سکتے ہیں؟

سوالِ سوم :

راتب طریقہ رفاعیہ یا مطلقاً کسی وقت میں دائرہ یعنی دف بجانا درست وجائز ہے یا نہیں؟۔

(۱) صحیح بخاری: ۱۵۵/۴ حدیث: ۹۸۷...... صحیح مسلم: ۴۷۲/۵ حدیث: ۲۱۰۰...... سنن نسائی کبریٰ: ۵۵۲/۱ حدیث: ۱۷۹۶...... سنن کبریٰ بیہقی: ۹۲/۷...... مستخرج ابی عوانہ: ۴۹۲/۵ حدیث: ۲۱۴۱...... صحیح ابن حبان: ۲۷۱/۲۴ حدیث: ۵۹۶۴...... مشکوٰۃ المصابیح: ۳۲۱/۱ حدیث: ۱۴۳۲۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

جوابِ سوم :

راتب طریقہ رفاعیہ اور فحش ولعب سے پاک دائرہ بجانا مطلقاً ہر کسی وقت میں درست و جائز ہے۔ علمائے دین اور فقہائے شرع مبین نے اس کی اِباحت وجواز پر ثبوت و دلیل اُس حدیث سے لی ہے کہ ایک عورت نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دف بجانے کی نذر مان لی تھی؛ چنانچہ جب اس نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ دف بجاؤں یا نہیں تو آقائے رحمت علیہ السلام نے اسے دف بجانے کی اجازت دے دی۔ مشکوٰۃ شریف کے -باب النذور- میں یہ حدیث یوں مذکور ہے :

> عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده رضی الله عنه أن امرأة قالت : یا رسول الله إنی نذرت أن أضرب علی رأسک بالدف قال: أوفي بنذرک . (۱)

اسی وجہ سے علمائے مجتہدین نے نکاح و ولیمہ اور عیدین وغیرہ کے علاوہ ہر موقع پر دف بجانے کو جائز رکھا ہے بشرطے کہ وہ فواحش وغنا اور لہو ولعب سے پاک ہو۔ چنانچہ فتاویٰ مختصر شافی کے -فصل السماع- میں ہے :

> و سئل أبو یوسف عن الدف في غیر العرس أ یکره أم لا قال لا ما لم یجئ منه اللعب الفاحش و الغناء، و سماع الدف و إن کان فیه جلاجل جائز .

> یعنی حضرت ابویوسف سے پوچھا گیا کہ شادی کے علاوہ (کسی اور موقع پر) دف بجانا مکروہ ہے یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا: نہیں جب تک کہ اس میں غنا اور

(۱) سنن ابوداؤد: ۲/۱۰ ۷ حدیث: ۳۳۱۴...... سنن بیہقی: ۲/۱۴۵ حدیث: ۲۰۵۹۶...... مشکوٰۃ المصابیح: ۲/۲۸۲ حدیث: ۳۴۳۸...... سنن کبریٰ بیہقی: ۱۰/۷۷...... الالمام باحادیث الاحکام: ۱/۱۸۲ حدیث: ۸۷۲...... نصب الرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ: ۷/۲۲۴...... التلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر: ۶/۳۶ حدیث: ۲۶۵۶...... مسند جامع: ۲۶/۲۲۰ حدیث: ۸۴۹۴...... تحفۃ الاشراف: ۸/۱۴۷ حدیث: ۸۷۵۶۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کھیل تماشا کی ملاوٹ نہ ہو۔ نیز دف کا سننا جائز ہے خواہ اس میں گھونگھرو ہی کیوں نہ بندھے ہوں۔

''مبایع'' میں تحریر ہے :

إن الذي يضرب بالدف و القضيب و نحو ذلک فلا بأس به و لا ترد شهادته بخلاف العود و نحوه .

یعنی دف وغیرہ بجانے میں کوئی حرج نہیں۔ اور بجانے والے کی گواہی مقبول ہوگی۔ ہاں! سارنگی وغیرہ بجانے والے مردود الشہادۃ ہیں۔

امام یافعی ''محرر'' میں لکھتے ہیں :

و يجوز ضرب الدف في الإملاک و الختان و أقرب الوجهين الجواز في غيرهما و أنه لا فرق بين أن يكون فيه جلاجل أو لا يكون ويحرم ضرب الكوبة و هي طبل طويل ضيق الوسط . (۱)

یعنی ولیمہ وختنہ کے موقع پر دف بجانا جائز ہے، اور اس کے علاوہ دیگر مواقع پر دف بجانا بھی قریب قریب جائز ہی ہے۔ اب اس میں گھونگھرو اور بلا گھونگھرو کا کوئی فرق نہیں ہے۔ ہاں ڈگڈگی بجانا حرام ہے۔ ڈگڈگی اس لمبی ڈھول کو کہتے ہیں جس (کے دونوں کنارے کشادہ اور اس) کا درمیانی حصہ نہایت تنگ ہو۔

(۱) فقہ شافعی کی دیگر کتابوں میں یہ حکم الفاظ کے ذرا سے تغیر کے ساتھ یوں آیا ہے :

و يجوز دُفٌّ لعرس وختانٌ و كذا غيرهما في الأصح و إن كان فيه جلاجلُ .

یعنی صحیح تر یہی ہے کہ شادی وختنہ اور ان کے علاوہ دیگر مواقع پر بھی دف بجانا جائز ہے خواہ اس میں گھونگھرو ہی کیوں نہ لگے ہوں۔

المنہاج نووی: ۴۹۷/۱ کتاب الشہادات ...... نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج: ۲۸۸/۲۸ ...... تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج: ۴۹۳/۴۳ ...... مغنی المحتاج الی معرفۃ الفاظ المنہاج: ۳۴۷/۱۹ ...... حاشیتا قلیوبی و عمیرۃ: ۶۷/۱۷۔ -چڑیا کوٹی-

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

فتاویٰ ابو اللیث میں ہے :

إن ضرب الدف في غير العرس مختلف فيه بين العلماء قال بعضهم لا يكره و ذهبت طائفة إلى إباحته مطلقاً جرىٰ عليه إمام الحرمين والغزالي و حكاه عماد الدين السهروردي عن بعض الأصحاب . وقال القاضي أبو الطيب ابن الصباغ و غيرها عن بعض أصحاب الشافعي أيضا أنه قال إن صح حديث امرأة التي نذرت لم يكره في حالٍ من الأحوال ، و قال القاضي أبو الطيب في الوصية يصح الوصية بالدف .

یعنی شادی کے علاوہ (دیگر مواقع پر) دف بجانے کے سلسلہ میں علماے کرام کا اختلاف ہے۔بعض علما نے فرمایا کہ وہ مکروہ نہیں ہے۔جبکہ بعض اہل علم نے اسے مطلقاً مباح قرار دیا ہے۔امام الحرمین اور امام غزالی کا بھی یہی موقف ہے۔اور یہی بات شیخ عماد الدین سہروردی نے بھی بعض اصحاب سے نقل فرمائی ہے۔قاضی ابو الطیب ابن صباغ وغیرہ نے بعض اصحاب شافعی کے حوالے سے یہ بات کہی ہے کہ اگر اُس عورت کی نذر ماننے والی حدیث' صحیح ہے تو پھر دف بجانا کسی حال میں مکروہ نہیں ہوگا،اور آپ نے -باب الوصیۃ- میں (یہاں تک) فرمایا کہ اگر کوئی دف بجا کر وصیت کرے تو یہ بھی درست ہے۔

اسی طرح علماے شافعیہ' معتبر فقہی کتابوں کے حوالے سے دف بجانے کو مطلقاً مباح قرار دیتے ہیں۔چنانچہ شیخ ابن الحجر ہیتمی شافعی کی ''کف الرعاع عن محرمات اللھو والسماع'' میں ہے :

إن الدف مباح في عرس و ختان و كذا في غيرهما في الأصح وإن كان فيه جلاجل فالأصح حله أيضا .

یعنی جس طرح شادی اور ختنہ (کی تقریب) میں دف بجانا مباح ہے اسی

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

طرح صحیح ترین قول کے مطابق ان دونوں کے علاوہ (دیگر مواقع پر بھی) دف بجانا مباح ہے، گرچہ اس میں گھونگھرو بندھے ہوں۔ مذہب صحیح یہی ہے کہ ایسا کرنا بھی حلال ہے۔

امام سیوطی کی ''جامع الصغیر'' کی شرح ''شرح کبیر'' میں أعلنوا هذا النكاح.. والی حدیث کے تحت شیخ عبدالرؤف مناوی نے لکھا ہے :

و قد أفاد الخبر حل ضرب الدف في العرس و مثله كل سرورٍ حادثٍ . ومذهب الشافعية أن الضرب به مباح مطلقاً و لو بجلاجل و قد وقع الضرب به بحضرة شارع الملة و مبين الحل من الحرمة و أقره ..... و لا فرق بين ضربه من امرأة أو رجل على الأصح ...(۱)

یعنی اس حدیث سے یہ نتیجہ نکلا کہ شادی اور اس کے علاوہ خوشی کے دیگر نئے نئے مواقع پر دف بجانا جائز و حلال ہے۔ مذہب شافعی میں شادی کے موقع پر دف بجانا مطلقاً مباح ہے خواہ گھونگھرو کے ساتھ ہو۔ (اور ایسا کیوں نہ ہو کہ) خود حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دف بجایا گیا اور آپ نے اسے برقرار رکھا۔ اور آپ کی بعثت' حلال وحرام کے درمیان فرق قائم کرنے کے لیے ہوئی تھی.....اور صحیح تر مذہب یہ ہے کہ دف بجانے میں کوئی امتیاز نہیں رکھا ہے کہ عورت بجائے یا مرد۔ (کیوں کہ حدیث کے لفظ ''اضربوا'' کا مقتضا یہی ہے)۔

اور فقہ شافعی کی (مشہور ومعروف کتاب) منہاج نووی میں ہے :

(۱) فیض القدیر:۲/۱۱ حدیث:۱۱۹۸۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

و یجوز دُفّ لعرسٍ و ختانٌ و کذا غیرُهما في الأصح و إن کان فیه جلاجلُ و یحرُم ضربُ الکُوبة وهي طبل طویل ضیق الوسط ، لا الرقصُ إلا أن یکون فیه تکسُّر کفعل المخنِّث . (۱)

یعنی شادی بیاہ اور ختنہ کے موقع پر دف بجانا جائز ہے۔اورصحیح ترین مذہب کے مطابق اس کے علاوہ (اور مواقع پر) بھی دف بجانا جائز ہے خواہ اس میں گھنگھرو ہی کیوں نہ بندھے ہوں۔ ہاں بیچ سے تنگ' لمبی' ڈھول نما ڈگڈگی بجانا حرام ہے۔ جب کہ (ایک خاص استقامت و جھکاؤ کے ساتھ) رقص کرنا حرام و مکروہ نہیں۔ ہاں! اگر اس میں مخنثوں کی طرح دیوانہ وار توڑ پھوڑ کا عمل شروع ہوجائے تو پھر یہ حرام ہوگا۔

انوار کی -کتاب الشہادۃ- میں تحریر ہے :

و لا یحرم الیراع و الدف وإن کان فیه جلاجل لا في الإملاک و لا في الختان ولا في غیرهما و قیل یحرم الیراع و هو الذي یقال له الشاهین و بالفارسیة نَے .

یعنی ولیمہ، ختنہ اور ان کے علاوہ کسی بھی موقع پر بانسری اور دف بجانا حرام نہیں خواہ اس میں گھنگھرو لگے ہوں۔ اور بعض علما نے فرمایا کہ بانسری بجانا حرام ہے۔ یراع کو شاہین اور فارسی میں نَے کہتے ہیں۔

''نزہۃ المجالس'' کے -باب ذکر الموت..- میں ہے :

(۱) المنہاج نووی: ۱/۴۹۷......تحفۃ المحتاج: ۴۳/۴۹۷......مغنی المحتاج الی معرفۃ الفاظ المنہاج: ۱۹/۳۵۰...... نہایۃ المحتاج: ۲۸/۲۸۸......حاشیۃ الجمل: ۲۳/۲۷۵......حاشیۃ البجیرمی: ۱۶/۴۲۱۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

و أما الدف فهو مباح و مثله طبل الصمادية و يكره في المسجد و يحرمان عند قراء ة القراٰن ....(۱)

یعنی دف اور اس کے مثل طبل صمادیہ بجانا مباح ہے۔ ہاں! مسجد میں ان کا بجانا مکروہ ہے۔ اور قرآنی خوانی کے وقت ان دونوں کا بجانا حرام ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ دف کا بجانا مطلقاً- خواہ کسی وقت میں بھی ہو- جائز اور درست ہے۔ اگرچہ بعض علما نے اختلاف کرتے ہوئے اسے مکروہ کہا ہے مگر صحیح تر قول جواز و اِباحت ہی کا ہے۔

(اس سلسلہ میں) صحیح الاسناد اَحادیث اور علماے مجتہدین کے مستند اَقوال بطورِ دلیل پیش کیے جاچکے ہیں کہ خود سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو دائرہ بجایا گیا ہے مگر آپ نے اس کو منع نہیں فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ (دف بجانا) جائز و درست ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری تعلیماتِ شریعت (عام کرنے) اور احکام دین سکھلانے ہی کے لیے ہوئی تھی؛ لہٰذا دف بجانا اگر شریعت کی نگاہ میں ممنوع ہوتا تو معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اسے منع فرمادیتے۔ اور نکاح کے اعلان واِظہار کے واسطے دف بجانے کا حکم نہ دیتے۔ نیز عید کے دن جب حضرت ابوبکر صدیق نے لونڈیوں کو دف بجانے سے روکنا چاہا تو ان کو منع نہ فرماتے۔ مزید برآں اس عورت کو نذر پوری کرنے کے لیے دف بجانے کی اجازت نہ دیتے۔ تو مذکورہ بالا احادیث سے (دف بجانے کا ثبوت روزِ روشن کی طرح) صاف ظاہر ہے۔ علاوہ ازیں کئی اور احادیث صحیحہ سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مفتیانِ کرام نے اس کی حرمت کا فتویٰ علی الاطلاق نہیں دیا ہے؛ کیوں کہ اگر اس کو

(۱) نزہۃ المجالس ومنتخب النفائس: ۱/۵۹۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مطلقاً حرام کہہ دیں تو گویا ایک فعل حرام کی تہمت کی نسبت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا ہوا، اور آپ پر فعل حرام کی تہمت لگانا کفر ہے۔ حقائق، فتاویٰ مختصر شافی، اور اِیضاح الدلالات فی سماع الآلات میں ایسا ہی ہے۔

اسی لیے علماے کرام نے اَحوال واَشخاص کا اعتبار کرتے ہوئے دف بجانے اور اس کے سننے کی کئی قسمیں بیان کی ہیں۔ چنانچہ پہلی قسم علی الاختلاف مسنون ومستحب ہے جیسے نکاح اور ولیمہ میں۔

دوسری قسم مباح وجائز ہے۔ جیسا کہ عیدین کے دن یا کسی کے سفر سے واپس آنے کے وقت، یا مطلقاً ہر خوشی کے موقع پر۔ اب اس کی بھی دو قسمیں ہیں: اول مستحسن۔ اور یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو فرطِ ذوق وشوق اور غلبہ محبت الٰہی کے باعث اچھے قصیدوں کی دھن پر آلاتِ موسیقی کے بغیر صرف دف بجا کر پورے انبساط وسرور کے ساتھ حظ اُٹھاتے ہیں۔ دوم مباح۔ اور یہ ان لوگوں کے واسطے ہے جو فقط خوش الحانی سے مسرور ہوتے ہیں اور اس میں کھیل کو دنہیں کرتے؛ کیوں کہ لہو ولعب حرام ہے۔

تیسری قسم حرام ہے۔ یعنی وہ لوگ جو شراب خوری و بدکاری یا فحش کلمات، غیبت وبدگوئی، اور گانے باجے مثلاً سارنگی وغیرہ کے ساتھ دف بجاتے ہوں یا کوئی عورت دف بجاتی ہو اور نامحرم مرد اس جگہ پر حاضر (ہوکر مزے لے رہے) ہوں تو یہ ساری صورتیں بلاشبہہ حرام ہیں۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ دف فی نفسہٖ مباح ہے۔ ہاں اَحوال بدل جانے کی وجہ سے اس میں حرمت آجاتی ہے؛ کیوں کہ غیر شرعی اُمور بجائے خود حرام ہیں، تو اب اگر اس فعل حرام کے ساتھ کوئی دف بجاتا ہے تو اس کو اس فعل ناجائز کے باعث منع کیا جائے گا۔ ورنہ اگر ایسی بری مجلسیں اور غیر شرعی حالتیں نہ ہوں تو (دف بجانا بالکل) درست ومباح ہوگا۔ جیسا کہ مذکورہ بالا معتبر فقہی جزئیات اور صحاح ستہ وغیرہ کی مرویات سے صاف

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ظاہر ہے؛ لہٰذا واضح ہوگیا کہ مجالس رفاعیہ میں جو دف بجایا جاتا ہے وہ (فقہ و حدیث کی روشنی میں) جائز و درست ہے۔

دف کے ساتھ قصیدے پڑھنا کیسا؟

سوالِ چہارم :

ساداتِ رفاعیہ اور ان کے توابعین و متعلقین سلسلہ مذکورہ اپنے طریقے کے مطابق ذکر اذکار کرتے ہیں، اور قصائد نعت و توصیف بزرگان صالحین یا قصائد موعظت و نصائح پڑھتے ہیں، ایسے قصائد دف کے ساتھ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟۔

جوابِ چہارم :

اچھے مضمون کے قصیدے -جن میں کہ بزرگانِ سلف کی توصیف، ان کی کرامت وشجاعت کے اَحوال اور پند و نصیحت وغیرہ ہو- دف کے ساتھ پڑھنا جائز و درست ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا احادیث و روایات سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں دف کے ساتھ اشعار پڑھے گئے اور آپ نے انھیں سماعت بھی فرمایا؛ لہٰذا شعر کہنا یا پڑھنا یا سننا شرعاً درست و جائز ہے۔ ہاں! اس کا مضمون غیبت و فحاشی اور شرعی قباحتوں سے پاک ہونا چاہیے۔ عینی شرح کنز الدقائق کے -باب من تقبل شہادتہ و من لاتقبل- میں ہے :

و إن أنشد شعراً فيه وعظ و حكمة فهو جائز بالاتفاق.(۱)

یعنی اگر کسی نے حکمت و نصیحت سے بھرپور شعر گنگنایا تو اس کا پڑھنا بالاتفاق جائز ہے۔

(۱) تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق: ۱۲/۲۷۱...... البحر الرائق شرح کنز الدقائق: ۱۸/۲۸۸...... رد المحتار: ۲۲/۲۰۰-باب من یجب قبول شہادتہ علی القاضی-

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اور منہاج کے -کتاب الشہادات- میں ہے :

و يباح قولُ شعرٍ و إنشادُه إلا أن يهجو أويُفحِشَ أو يُعرِّضَ بامرأة معينة . (۱)

یعنی مطلقاً شعر کہنا اور گنگنانا مباح ہے۔ہاں اس سے کسی کی ہجو،یا فحش گوئی یا کسی خاص عورت پر تعریض مقصود نہ ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو بہت سے اشعار و قصائد کہے گئے اور پڑھے گئے اور آپ نے انھیں سماعت بھی فرمایا۔چنانچہ امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت جابر بن سمرہ کی ایک روایت نقل فرمائی ہے :

قال شهدت رسول اللّٰه أكثر من مائة مرة في المسجد و أصحابه يتذاكرون الشعر و أشياء من أمر الجاهلية فربما تبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم . – أخرجه الترمذي و صححه ...–(۲)

یعنی حضرت جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ سینکڑوں بار مجھے مسجد نبوی کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔(میں نے دیکھا کہ) صحابۂ کرام آپس میں اشعار اور زمانۂ جاہلیت کے دیگر اُمور کے متعلق تبادلۂ خیال کر رہے ہیں تو ان کی باتیں سن کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی مسکرا دیا کرتے تھے۔

---

(۱) المنہاج نووی:۱/۴۹۷۔

(۲) سنن ترمذی:۱۰/۴۹۹ حدیث: ۳۰۸۷......معجم کبیر طبرانی:۲/۳۲۷ حدیث:۱۹۱۵......تہذیب الآثار طبری:۲/۴۲۱ حدیث:۵۳۸......مسند ابی یعلی موصلی:۱۵/۲۵۷ حدیث:۷۲۸۳...... مسند احمد بن حنبل: ۴۵/۳۴۲ حدیث:۲۱۴۲۳۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

شیخ نجیب عبدالقاہر سہروردی کی -آداب المریدین- میں تحریر ہے :

و أما القصائد و الأشعار فقد سئل النبي صلى اللّٰه عليه وسلم عن الشعر فقال هو الكلام حسنه حسن و قبيحه قبيحفالحسن منه ما كان من المواعظ و الحكم و ذكر آلاء اللّٰه تعالىٰ و نعمائه و نعت الصالحين و صفة المتقين فسماعه حلال و ما كان ذكر الاطلال و المنازل و الأزمان و الأمم فسماعه مباح و ما كان بهجوٍ و سخفٍ فسماعه حرام .

یعنی جہاں تک قصائد واَشعار کا معاملہ ہے تو شعر کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا گیا؛ (جواباً) آپ نے فرمایا: شعر بھی ایک طرح کا کلام ہے، اگر اچھے مضمون پر مشتمل ہو تو اچھا ہے، اور بری باتوں کا حامل ہو تو برا ہے۔ تو اچھے اشعار وہ ہوتے ہیں جو عمدہ نصیحتوں، حکیمانہ باتوں، اللہ کی نعمتوں کے ذکر اور صالحین ومتقین کی نعت وصفت پر مشتمل ہوں اور ان کا سننا جائز وحلال ہے۔ جن اشعار میں کھنڈرات ومحلات، زمانوں اور اُمتوں کا بیان ہو اُن کا سننا مباح ہے۔ اور جو اشعار کسی کی ہجو اور آبرو سے کھیلنے والے ہوں تو ان کا سننا حرام ہے۔

الغرض جو قصائد اچھے مضمون کے ہوں ان کے پڑھنے اور سننے میں حصولِ ثواب کی اُمید ہے۔ اور صالحین کا ذکر بے پناہ رحمتوں کے نزول کا سبب ہوتا ہے۔ بہ مصداق ”تنزل الرحمة عند ذكر الصالحين“ یعنی جہاں صالحین کا ذکر ہوتا ہے وہاں رحمتِ مولا جھوم جھوم کے برستی ہے؛ لہٰذا ان چیزوں کا اعتبار کرتے ہوئے ساداتِ رفاعیہ کی مجلس مذاکرہ بلاشبہ جائز ودرست ہے بلکہ حصولِ ثواب کی بھی امید ہے؛ کیوں کہ وہ لوگ اچھے قصیدوں کے علاوہ بیہودہ مضامین زبان پر بھی نہیں لاتے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

رقص و وجد اِسلامی نقطہ نظر سے

سوالِ پنجم :

قصائد حسنہ سننے سے اہلِ دلوں میں شوق و ذوق و محبت الٰہی کے باعث وجد و رقص کی حالت پیدا ہوجاتی ہے، اور بعض اوقات کھڑے رہتے ہیں اور بعض اوقات بیٹھ جاتے ہیں۔ یہ حالت رقص و تواجد شرعاً درست و جائز ہے یا نہیں؟۔

جوابِ پنجم :

حمد باری تعالیٰ، نعت مصطفٰے یا وعظ و نصیحت یا بزرگانِ دین کی کرامت و توصیف سننے کے سبب وجد کی حالت پیدا ہوجائے اور اس حالتِ وجد و اِستغراق اور کیفیتِ سرور و اِنبساط میں کھڑا رہے یا بیٹھ جائے سب درست و جائز ہے؛ کیوں کہ ان قصیدوں کے مضامین میں غور و خوض کرنے سے محبت و شوقِ الٰہی کے باعث فرحت و اِنبساط یا فقط خوش الحانی کے سننے سے دلوں پر کیفیتِ رقت طاری ہوکر وجد کی حالت اختیار کرلیتی ہے، پھر اس حالت میں بے انتہا مسرت و خوشی یا حسن مضامین میں محو ہونے کے باعث وہ قابو سے باہر ہوجاتے ہیں اور پھر ان سے ایسی حرکات صادر ہوتی ہیں تو یہ از روئے شریعت درست و جائز ہے۔ مشکوٰۃ شریف کے- باب بلوغ الصغیر- میں حضرت براء بن عازب سے مروی حدیث کے حاشیہ پر تحریر ہے :

و في الفائق قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لزید هٰذا حجل أی رقص من الفرح و احجل من یرفع رجله و یقفز أخری والقفز الوثوب –كذا في لمعات شرح مشكوٰة–.

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

یعنی فائق میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید سے فرمایا: یہ خوشی کا رقص ہے، اور رقص میں ہوتا یہ ہے کہ انسان اپنا ایک پاؤں اُٹھا کر اچھلتا کودتا ہے۔

اور مسجد نبوی میں حبشیوں کا رقص، نیز بی بی فاطمہ کے عقد مبارک میں لوگوں کا وجد۔ علاوہ ازیں صحاح ستہ کی دوسری کئی احادیث سے یہ ثابت ہے؛ مگر اختصار مد نظر ہونے کے باعث ہم نے انھیں یہاں درج نہیں کیا۔

اس سے معلوم ہو گیا کہ وجد و رقص سے یہاں طوائف اور مخنثوں کا رقص مراد نہیں ہے بلکہ اس رقصِ مباح کا معنی و مراد یہ ہے کہ فرطِ انبساط سے متعلق متذکرہ بالا باتوں سے حالت وجد پیدا ہو اور اس عالم میں اس سے جو حرکات صادر ہوں انھیں رقص و تواجد کہتے ہیں، اور یہ حالت شرعاً جائز و درست ہے۔ لیکن اس میں طوائف اور مخنثوں کی مانند حد سے زیادتی نہیں ہونی چاہیے اور اس میں بناوٹ و مکاری وغیرہ کا کوئی دخل نہیں ہونا چاہیے۔ کتاب ''محرز'' میں تحریر ہے :

و لا يحرم الرقص إلا أن يكون فيه تكسير كفعل المخنثين .

یعنی رقص حرام نہیں جب تک کہ اس میں مخنثوں کی طرح توڑ پھوڑ کا عمل نہ ہونے لگے۔

منہاج کے -کتاب الشہادات- میں ہے :

و يجوز دُفّ لعرسٍ و ختانٌ و كذا غيرُهما في الأصح و إن كان فيه جلاجلُ و يحرُم ضربُ الكُوبة وهي طبل طويل ضيق الوسط ، لا الرقصُ إلا أن يكون فيه تكسُّر كفعل

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

المخنّث . (۱)

یعنی شادی بیاہ اور ختنہ کے موقع پر دف بجانا جائز ہے۔اور صحیح ترین مذہب کے مطابق اس کے علاوہ (اور مواقع پر) بھی دف بجانا جائز ہے خواہ اس میں گھونگھرو ہی کیوں نہ بندھے ہوں۔ ہاں بیچ سے تنگ' لمبی' ڈھول نما ڈگڈگی بجانا حرام ہے۔ جب کہ رقص کرنا (ایک خاص رنگ و آہنگ میں حرام ومکروہ نہیں)۔ ہاں! اگر اس میں مخنثوں کی طرح دیوانہ وار توڑ پھوڑ کا عمل شروع ہو جائے تو پھر یہ حرام ہوگا۔

شمشیر وگرز وغیرہ سے ضرب کرنے کا مسئلہ

سوالِ ششم :

طریقہ رفاعیہ میں جو گرز وشمشیر اور سیخ وغیرہ سے ضرب کرتے ہیں ایسے کام از روئے شرع درست وجائز ہیں یا نہیں؟۔

جوابِ ششم :

گرز وشمشیر وغیرہ سے ضرب کرنا اگر شعبدہ بازی وتصنع اور تکلیف وضرر سے خالی ہو تو جائز ہے؛ کیوں کہ ایسے کاموں سے ممانعت' تکلیف کا لحاظ کرتے ہوئے ہوتی ہے اور یہ قید شرطیہ ہے؛ لہٰذا قابل غور بات یہ ہے کہ جب وہ شرط- یعنی تکلیف' جو باعثِ ممانعت تھی- باقی نہ رہی تو پھر اس فعل کی ممانعت کس طرح ہو سکے گی!۔مثلاً آفتاب کے لیے تمازت وحرارت ایک لازمی اَمر ہے لیکن جب آفتاب ہی نہ ہو تو

(۱) المنہاج نووی: ۱/۴۹۷...... تحفۃ المحتاج: ۴۳/۴۹۷...... مغنی المحتاج الی معرفۃ الفاظ المنہاج: ۱۹/۳۵۰...... نہایۃ المحتاج: ۲۸/۲۸۸...... حاشیۃ الجمل: ۲۳/۲۷۵...... حاشیۃ البجیر می: ۱۶/۴۲۱۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تمازت وحرارت کہاں رہے گی!۔یوں ہی جس شخص کو گرز وشمشیر وغیرہ سے تکلیف و نقصان نہ ہوتو اس شخص کے لیے ممانعت علی الخصوص باقی نہ رہی، جب کہ دوسروں کے لیے علی العموم بلحاظِ تکلیف' باقی ہے۔ایسے اُمور کی مثالیں فقہی کتابوں میں موجود ہیں۔فتاویٰ خلیلی جلد ثانی صفحہ ۱۹۰ مطبوعہ مصر کے-باب الشہادۃ-میں ہے :

و ذكر النووي في فتاواه ان الحادي إذا اصطاد الحية ليرغب الناس في اعتماد معرفته وهو حاذق في صنعته و يسلم منها في ظنه و نسعته لم يأثم .

یعنی امام نووی نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے کہ اگر کوئی فنکار لوگوں کی ترغیب کی خاطر اپنی فنکاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے سانپ کا شکار کرے اور وہ یہ سمجھے کہ وہ اپنے آپ کو سانپ کے نقصانات سے محفوظ بھی رکھ سکتا ہے تو ایسا عمل اس کے لیے باعث گناہ نہیں۔

یہ مثال یہاں بلا تکرار ثابت آتی ہے؛ کیوں کہ سانپ کا پکڑنا بھی ایذا رسانی کے لحاظ سے ممنوع ہے، لیکن جب کسی عمل وغیرہ کے باعث اسے یقین ہے کہ سانپ اس کو اِیذا نہ دے سکے گا گرچہ بعد میں اس نے کاٹ لیا اور ایذا پہنچا دی' تاہم پکڑنے والا گنہ گار نہ ہوگا۔

علیٰ ہذا القیاس جس شخص نے ان بزرگوں کا وسیلہ پکڑا اور ان کی کرامت پر یقین کیا پھر فرطِ ذوق وشوق اور غلبہ وجد کے سبب شمشیر وگرز وغیرہ سے ضرب کی تو یہ شرعاً مباح ہے۔اگر چہ بعد میں وہ ضرب اس پر اپنا اثر دکھائے-جیسا کہ اوپر گزرا-

یہ کرامت (دراصل) حضرت سلطان العارفین،غوث الواصلین،سیدنا احمد الکبیر الرفاعی-قدس سرہ العزیز-کی ہے جس کا فیض تا حال ان کی اولاد اور ان کے توابعین ومتعلقین میں جاری ہے۔اور کرامت کا تو معنی ہی یہی ہے کہ سخت اور دشوار کام بآسانی ہوجائے اور جو قرین قیاس نہ ہو وہ ظہور میں آجائے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

لہٰذا اَولیاے کرام کی کرامتوں کا اِنکار کرنے والا بدعقیدہ اور گمراہ ہے۔ فتاویٰ خلیلی جلد اول صفحہ ۷۹ مطبوعہ مصر میں کراماتِ اولیا کا (جواز و) جواب یوں تحریر ہے :

نعم هي واقعة جائزة لهم نفعنا اللّٰه بهم أحياءً و أمواتاً بقصدٍ منهم أو بغير قصدٍ يؤيدهم اللّٰه تعالىٰ ، لا ينكرها إلا أحد رجلين إما سيىء الاعتقاد كالمعتزلة و الزادلية و إما كثير المعاصي و الذنب و الغفلة فلا يشهدها منهم فيؤدي ذلک على إنكارها و إذا تأملت الكتاب والسنة و ما نقل تواتراً معنوياً عن السلف و الخلف بل في كل عصر من الأعصار بل في كل يوم من الأيام إذ ما من يومٍ إلا و يقع فيه كرامات لا تحصىٰ و لا تعد و لو جمعت لصارت تواتراً معنويا ....

یعنی ہاں! اولیاے کرام سے ان کی زندگی میں اور بعد از وصال کرامتوں کا ظہور جائز و برحق ہے-اللہ کرے ہمیں بھی ان سے کچھ فائدہ پہنچے-کرامتوں کا وقوع کبھی ان کے قصد و اِرادہ سے ہوتا ہے اور کبھی یوں ہی بلا اِرادہ وقوع پذیر ہوجاتی ہیں؛ کیوں کہ انھیں (ہمہ وقت) تائید ایزدی حاصل ہوتی ہے۔ کرامتوں کا انکاری یا تو کوئی حرماں نصیب بدعقیدہ ہوسکتا ہے جیسے معتزلہ اور زادلیہ۔ یا کوئی پاپی وخطا کار کہ جس کی آنکھوں پر غفلت کی پٹی بندھ گئی ہو اور جس کے باعث وہ ان کا انکار کررہا ہے۔ ورنہ اگر آپ کتاب وسنت میں غور وخوض کریں اور سلف وخلف بلکہ ہر زمانے اور ہر دن پر نگاہ کریں تو آپ پر واضح ہوجائے گا کہ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں بے شمار کرامتیں ظہور پذیر نہ ہوتی ہوں، اگر ان سب کو جمع کردیا جائے تو ان میں معنوی تواتر کی شان پیدا ہوجائے گی۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

زخم وغیرہ پر لعابِ دہن لگانے کا حکم

سوالِ ہفتم :

متعلقین طریقہ رفاعیہ زخمِ شمشیر وگرز وغیرہ یا کسی مریض کو جولب (یعنی لعاب دہن) لگاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں، یہ از روئے شرع شریف درست وجائز ہے یا نہیں، اور لب لگانا نیز دعا کرنا مفید وسود مند ہو سکتا ہے یا نہیں؟۔

جوابِ ہفتم :

کسی مریض کو یا زخم وغیرہ پر لعابِ دہن لگانا اور اس کے لیے دعا کرنا جائز ودرست ہے، نیز بزرگانِ صالحین کا لعابِ دہن لگانا برکت وسعادت کا باعث ہے۔اس عمل کا جائز ومباح اور مفید ہونا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔چنانچہ بخاری ومشکوٰۃ شریف میں آیا ہے کہ جنگ خیبر میں سیدنا علی - کرم اللہ وجہہ-لشکر اسلام سے پیچھے رہ گئے تھے،شب کو اِسلامی لشکر نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا، تو اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا اس شخص کے ہاتھ میں دوں گا جو اللہ ورسول کا پیارا ہے۔صبح ہوئی تو سارے لوگ جھنڈا لینے کی غرض سے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئے۔آپ نے ارشاد فرمایا:علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟۔صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ان کی آنکھیں درد کرتی ہیں،آپ نے ان کو بلوایا،ان کی آنکھوں میں اپنا لعابِ دہن لگایا اور دعا کی،بحکم خداوندی انھیں فوراً صحت وشفایابی نصیب ہوگئی،اور پھر پوری زندگی کبھی انھیں دردِ چشم کی شکایت نہ رہی۔پھر آپ نے جھنڈا ان کے حوالے کر دیا....(یہ حدیث شریف نویں سوال کے جواب میں تفصیل سے بیان کی جائے گی-ان شاءاللہ-)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بزرگوں کو لفظ 'یـا ' سے ندا کرنا کیسا؟۔

سوالِ ہشتم :

بزرگانِ دین کو بلفظ 'یا' ندا کرنا مثلاً المدد یا شیخ عبد القادر. المدد یا سیدنا احمد الکبیر الرفاعی . وغیرہما، نیز اولیاے کرام سے توسل پکڑنا درست ہے یا نہیں؟۔

جوابِ ہشتم :

المدد یا شیخ عبد القادر ، المدد یا سید احمد الکبیر الرفاعی وغیرہ الفاظِ ندائیہ کہنا اور (اس طرح انھیں) ندا کرنا جائز و درست ہے۔اگرچہ بعض علما نے اس میں بحث کیا ہے؛ تاہم ان ساری بحثوں کے بعد صحیح تر قول یہی ہے کہ ایسا کہنا جائز ہے۔ چنانچہ فتاویٰ خلیلی جلد دوم صفحہ ۲۶۳ مطبوعہ مصر میں ہے :

و أما قولهم يا شيخ عبد القادر فهو نداء و إذا أضيف إليه شيئا لـلّٰه فهو طلب شيءٍ إكراما للّٰه تعالىٰ فما الموجب لحرمة ذلک

.

یعنی یا شیخ عبدالقادر کہنا یہ ایک طرح کی ندا ہے۔اور اگر اس کے ساتھ شیئاً للّٰہ کا اضافہ کر دیا جائے تو یہ عظمت الٰہی کا خیال کرتے ہوئے کسی چیز کی طلب کرنا ہوا۔تو اب ایسا کرنا حرام کہاں سے ہو گیا!۔

مشکوۃ شریف کے-باب زیارۃِ القبور- میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث مروی ہے وہ فرماتے ہیں :

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مـر الـنـبـی صـلـی اللّٰہ علیه وسلم بقبور بالمدینة فأقبل علیهم بـوجـهـه فـقـال : السلام علیکم یا أهل القبور یغفر اللّٰه لنا ولکم أنتم سلفنا و نحن بالأثر –رواہ الترمذی–(۱)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جب مدینہ کی قبرستان سے گزر ہوا تو آپ نے اپنا رخِ انور قبروں کی طرف کرکے فرمایا: اے قبر والو! تم پر سلامتی ہو، اللہ ہمیں اور تمہیں اپنی مغفرت عطا فرمائے، تم ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم بس تمہارے پیچھے آیا چاہتے ہیں۔

اور مسلم شریف کے–باب عرض مقعد المیت من الجنۃ والنار علیہ–میں ہے :

عـن أنـسِ بـنِ مـالِـک أن رسـول الـلّٰـهِ صـلـی اللّٰه علیه وسلم تـرک قـتـلـی بـدرٍ ثـلاثا ثم أتاهم فقام علیهِم فناداهم فقال یا أبا جهـلِ بـن هِـشـام، یـا أمیة بن خلف، یا عتبة بن ربِیعة، یا شیبة بن ربِیعـة أ لیـس قـد وجـدتـم ما وعد ربکم حقا فإِني قد وجدت ما وعـدنِـي ربِـي حـقـا فسمع عمر قول النبِي صلی اللّٰه علیه وسلم فـقـال یـا رسول اللّٰهِ کیف یسمعوا و أنی یجِیبوا وقد جیفوا قال والـذِي نـفـسِـي بِیـدِهِ مـا أنـتـم بِأسمع لِما أقول مِنهم ولکـنـهم لا یقـدِرون أن یجِیبوا، ثم أمر بِهِم فسحِبـوا

(۱) سنن ترمذی:۳۶۹/۳ حدیث:۱۰۵۳ ...... مشکوٰۃ المصابیح: ۳۹۷/۱حدیث: ۱۷۶۵...... ریاض الصالحین:۳۴۸/۱ حدیث:۴...... کنز العمال: ۶۴۷/۱۵ حدیث: ۴۲۵۶۱...... معجم الکبیر طبرانی: ۲۵۴/۱۰ حدیث:۱۲۴۴۷...... جامع الاحادیث: ۳۸۰/۱۳ حدیث: ۱۳۳۴۵...... جمع الجوامع: ۱۳۱۲۴/۱حدیث: ۴۶...... مسند جامع: ۲۴۹/۱۹حدیث: ۶۱۷۳...... روضۃ المحدثین: ۴۸۱/۷ حدیث: ۳۲۵۶۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

فألقوا فِي قلِيبِ بدر . -رواه مسلم-(۱)

یعنی حضرت انس بن مالک سے مروی کہ میدانِ بدر میں تین دن سے پڑے رہے کافر مقتولین کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور پھر پکار پکار کر فرمانے لگے: اے ابوجہل بن ہشام! اے اُمیہ بن خلف! اے عتبہ بن ربیعہ! اے شیبہ بن ربیعہ! کیا تم نے اپنے رب کے کیے ہوئے وعدہ کو پورا ہوتا ہوا دیکھ لیا؟۔ میں نے تو اپنے پروردگار کے وعدہ کو بالکل برحق پایا (اور اسے پورا ہوتے ہوئے دیکھ بھی لیا)۔ حضرت عمر فاروق نے جب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو سنا تو کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! یہ لوگ کیوں کر سن سکتے ہیں اور (اگر سن بھی لیں تو) بھلا جواب کیسے دے سکتے ہیں وہ تو اب بدبودار جثہ ہو چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جو باتیں میں نے ان سے کی ہیں تم سے کہیں بہتر طور پر ان لوگوں نے سن لیا ہے لیکن انھیں جواب دینے کی طاقت وقدرت نہیں۔ پھر آپ کے حکم پر انھیں گھسیٹ کر بدر کے کنویں میں ڈال دیا گیا۔

ان حدیثوں سے واضح ہے کہ لفظ ''یا'' کے ذریعہ اولیا وصالحین کو پکارنا بدرجہ اولیٰ جائز و درست ہے۔ (مقام غور ہے کہ) جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار و مشرکین کو لفظ 'یا' کے ذریعہ ندا فرمائی ہے تو بڑے تعجب کی بات ہوگی کہ اولیا وصالحین کو ''یا'' کے ذریعہ ندا کرنے سے انکار کیا جائے۔ ع:

بریں عقل ودانش بباید گریست

(ایسی عقل ودانش پر تورونا چاہیے)

(۱) صحیح مسلم: ۲۵۶/۱۸ حدیث: ۷۴۰۳ ...... صحیح ابن حبان: ۲۸/۲۷ حدیث: ۶۶۰۶ ...... مسند ابی یعلی الموصلی: ۳۵۱/۷ حدیث: ۳۲۳۷ ...... مسند احمد بن حنبل: ۴۶۱/۲۹ حدیث: ۱۴۴۲۸ ...... مسند جامع: ۲۰۹/۴ حدیث: ۱۲۶۲ ...... تحفۃ الاشراف: ۱۰۲/۳ حدیث: ۳۷۲۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

توسل کی شرعی حیثیت

مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی روشنی میں انبیاواولیااور بزرگانِ دین سے توسل پکڑنا اُن کی حیات ووفات ہر حالت میں جائز ودرست ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے :

یٰـاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوا اِلَیْهِ الوَسِیْلَةَ ..... o (سورہ مائدہ:۳۵/۵)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اس (کے حضور) تک (تقرب اور رسائی کا) وسیلہ تلاش کرو....

اس کا خلاصہ فقہ کی کتابوں میں موجود ہے اور توسل سے انکار کرنا محرومی وبے نصیبی ہے۔نعوذ باللہ من ذلک۔

فتاویٰ خلیلی جلد دوم صفحہ ۲۵۹ میں ہے :

و أما التوسل بالأنبياء و الأولياء و العلماء فقد نص أئمتنا انه يجوز التوسل بأهل الخير و الصلاح سواءً كانوا أحياء أم أمواتاً و لا ينكر ذٰلک إلا من ابتلى بالحرمان و سوء العقيدة –نعوذ بالله من المنكر و سيرته–

یعنی جہاں تک انبیاومرسلین، اولیاوصالحین اور علماے دین سے توسل پکڑنے کا تعلق ہے تو ائمہ کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ جو بھی اہل خیر وصلاح اور متقی وپرہیزگار ہواس سے توسل پکڑنا جائز ودرست ہے، خواہ وہ زندہ ہو یا پردہ فرما چکا ہو۔اور اس کا انکاری کوئی حرماں نصیب اور بدعقیدہ ہی ہوسکتا ہے۔اللہ ہمیں ایسے انکاریوں اور ان کی خصلت وسیرت سے اپنی پناہ میں رکھے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

جھنڈا بنانا اور اسے شہروں میں پھرانا کیسا؟۔

سوالِ نہم :

نشان بنانا، رکھنا، اور بروزِ عیدین واَعراس بزرگانِ دین یا کسی دینی کاج کی خوشی کے وقت مسلمانوں کی جماعت کے ہمراہ دف کے ساتھ شہر میں ان نشانوں کا پھرانا درست ہے یا نہیں؟۔

جوابِ نہم :

عَلَم یعنی نشان (یا جھنڈا) بنانا، اس کا رکھنا اور بروزِ عیدین نیز بزرگانِ دین کے اَعراس وغیرہ کے موقع پر اس کا پھرانا جائز و درست ہے۔حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں بھی نشان (جھنڈے) موجود تھے، نیز آپ کے روبرو اکثر اوقات نشان چلے ہیں۔ بے شمار احادیث صحیحہ سے یہ اَمر ثابت ہے؛ لہٰذا علمائے دین اور فقہائے مجتہدین نے فقہ کی کتابوں میں ان صحیح الاسناد حدیثوں کو دلیل بنا کر نشان کے جائز ہونے کا فتویٰ صادر کیا ہے۔ چنانچہ تنویر الابصار کی شرح درالمختار اور 'السراج' میں السیر الکبیر کے حوالے سے ہے :

العَلَم حلال مطلقاً صغيرا كان أو كبيرا ... و ما يعقد على الرمح فانه حلال و لو كبيرا لأنه ليس بلبس . (۱)

یعنی جھنڈا (نشان) مطلقاً جائز و حلال ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ اور جو نیزے کے اوپر لگایا جاتا ہے وہ جھنڈا بھی جائز ہے خواہ بڑا ہی کیوں نہ ہو؛ کیوں کہ وہ پہناوے کے لیے نہیں ہوتا۔

(۱) درمختار:۵/۲۲۹۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

امام ابوعیسیٰ نے جامع ترمذی کے-باب اللواء والرایۃ-میں چند احادیث صحیحہ درج کی ہیں نیز کتاب ''البدایہ والنہایہ'' میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کا نام 'عقاب' تھا۔الفاظ یہ ہیں :

و كان اسم رأية النبي صلى الله عليه وسلم العُقاب .(۱)

مشکوٰۃ شریف کے-باب إعداد آلۃ الجہاد-میں ہے :

عن بن عباس قال : كانت رأية رسول الله صلى الله عليه وسلم سوداء و لواءه أبيض .-رواه الترمذي وابن ماجة-(۲)

یعنی حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عَلَم کا رنگ سیاہ اور جھنڈے کا رنگ سفید تھا۔

اور غزوۂ بنی قینقاع کے حوالے سے لکھا ہے :

و كان اللواء بيد الحمزة بن عبد المطلب و كان أبيض فقذف الله في قلوبهم الرعب . (۳)

یعنی (اس دن) جھنڈا حمزہ بن عبدالمطلب کے ہاتھ میں تھا جس کا رنگ سفید تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

(۱) البدایۃ والنہایۃ:۲۹۳/۴......مختصر تاریخ دمشق:۲۸۰/۱......الروض الانف:۱۴۰/۴۔

(۲) سنن ترمذی:۴۵۳/۶حدیث:۱۷۸۲...... سنن ابن ماجہ:۴۵۳/۸حدیث:۲۹۲۵...... شرح السنۃ بغوی:۳۱۲/۵...... مشکوٰۃ المصابیح:۳۸۳/۲حدیث:۳۸۸۷......معجم کبیر طبرانی:۳۵۹/۱۰حدیث:۱۲۷۳۶......مسند ابی یعلی موصلی:۴۲۵/۵حدیث:۲۳۱۶......سنن بیہقی:۱۸۳/۲حدیث:۱۳۴۴۲۔

'رایۃ' اور 'لوا' دونوں کے معنی جھنڈہ ہی کے ہیں۔مرقاۃ اور شرح مسلم وغیرہ میں دونوں کے درمیان فرق یوں کیا گیا ہے کہ رایۃ چھوٹے جھنڈے کو کہتے ہیں اور لوا بڑے جھنڈے کو۔اور لوا کو لوا اس لیے کہتے ہیں کہ بڑے ہونے کی وجہ سے اسے موڑ کر رکھ دیا جاتا ہے اور پھر ضرورت ہی کے وقت اسے کھولا جاتا ہے۔واللہ اعلم۔ -چریاکوٹی-

(۳) اسی سے ملتی جلتی کچھ روایتیں ان کتابوں میں موجود ہیں: عیون الاثر:۳۰۰/۱......زاد المعاد:۱۶۴/۳...... سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد:۱۸۰/۴۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

اور جنگ خیبر کے بیان میں آتا ہے :

و قال المغلطائی وغیرہ : و فرق علیه السلام الرأیات و لم تکن الرأیات إلا بخیبر و إنما کانت الألویة . وقال الدمیاطي: و کان رأیة النبي صلی اللّٰه علیه وسلم سوداء من برد لعائشة .(۱)

یعنی مغلطائی وغیرہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے مختلف جھنڈے استعمال فرمائے۔صرف جنگ خیبر میں چھوٹے جھنڈے نہیں تھے بلکہ اس میں بڑے بڑے جھنڈے استعمال ہوئے۔دمیاطی نے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا سیاہ تھا جو حضرت عائشہ کی چادر مبارک سے تیار کیا گیا تھا۔

صحیح بخاری میں ہے :

کان علِي رضي اللّٰه عنه تخلف عنِ النبِي صلی اللّٰه علیه وسلم فِي خیبر، و کان رمِدا فقال أنا أتخلف عنِ النبِي صلی اللّٰه علیه وسلم فلحِق، فلما بِتنا اللیلة التِي فتِحت قال لأعطِین الرایة غدا أو لیأخذن الرایة غدا رجل یحِبه اللّٰه و رسوله، یفتح علیهِ فنحن نرجوها فقِیل هذا علِي ، فأعطاه ففتِح علیهِ . (۲)

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ خیبر کے دن آشوبِ چشم کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے۔آپ (بروجہ تاسف کہتے کہ ہائے) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بچھڑ گیا، پھر آپ ان سے جا ملے۔(راوی کہتے ہیں کہ قلعہ) فتح ہونے کی رات جب ہم سوئے تو سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل میں پرچم ایسے شخص کے ہاتھ میں دوں گا یا کل پرچم ایک ایسا شخص اٹھائے گا جو اللہ

(۱) سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد: ۱۲۰/۵......المنتظم: ۳۷۲/۱۔

(۲) صحیح بخاری: ۱۰۴/۱۴ حدیث: ۴۲۰۹......صحیح مسلم: ۲۳/۱۶ حدیث: ۶۳۷۷......سنن کبریٰ: ۳۶۲/۶۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ورسول کا محبوب ہوگا، اور اسی کے ہاتھوں فتح نصیب ہوگی۔ تو ہم میں سے ہر کوئی یہ امید لیے ہوئے تھا مگر حضور نے فرمایا کہ یہ پرچم علی اُٹھائے گا، چنانچہ آپ نے انھیں پرچم عطا کر دیا اور انھیں کے ہاتھوں (قلعہ خیبر) فتح ہوگیا۔

اور صحیحین و مشکوٰۃ وغیرہ میں یہ حدیث کچھ اضافے کے ساتھ یوں آئی ہے :

عن سهل بن سعد أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال يوم خيبر : لأعطين هذه الراية غدا رجلا يفتح اللّٰه على يديه يحب اللّٰه ورسوله و يحبه اللّٰه و رسوله، فلما أصبح الناس غدوا على رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كلهم يرجو أن يعطاها فقال : أين على بن أبى طالب؟ فقالوا : هو يا رسول اللّٰه يشتكى عينيه، قال : فأرسلوا إليه، فأتى به فبصق رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فى عينيه فبرأ حتى كأن لم يكن به وجع فأعطاه الراية .....(۱)

یعنی حضرت سہل بن سعد سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا کہ کل میں یہ پرچم ایسے شخص کے ہاتھ میں دوں گا جو اللہ ورسول کا محبّ بھی ہوگا اور محبوب بھی۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی لوگ پرچم پانے کی آرزو لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ سرکار اقدس علیہ السلام نے پوچھا: علی بن

(۱) صحیح بخاری:۱۴/۱۰۵حدیث:۴۲۱۰......صحیح مسلم:۲۲/۱۶حدیث:۶۳۷۶......سنن ترمذی:۳۳۱/۱۳حدیث: ۴۰۹۰......مشکوٰۃ المصابیح:۳۲۷/۳حدیث:۶۰۸۰......مسند احمد:۱۳۹/۴حدیث: ۱۶۳۰......سنن کبریٰ بیہقی:۱۳۱/۹......سنن کبریٰ نسائی:۱۱۰/۵......معجم کبیر طبرانی:۳۹۸/۵حدیث: ۵۵۹۸......دلائل النبوۃ بیہقی:۲۸۳/۴حدیث: ۱۵۴۷......مسند ابویعلی موصلی:۳۴۲/۱حدیث:۳۳۸......صحیح ابن حبان:۴۱۲/۲۸حدیث:۷۰۶۱......مسند ابن ابی شیبہ: ۵۳۸/۱ حدیث:۱۱۴......شرح السنۃ: ۱۰۹/۷......مسند بزار:۳۲۴/۳حدیث:۱۱۲۰......مصنف ابن ابی شیبہ:۳۷۰/۶حدیث:۳۲۱۰۰......مصنف عبدالرزاق:۲۲۸/۱۱حدیث:۲۰۳۹۵۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ابو طالب کہاں ہیں؟۔لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! ان کی آنکھوں میں کچھ شکایت ہے۔ چنانچہ انھیں قاصد بھیج کر بلوایا گیا۔ سرکار نے اپنا لعابِ دہن ان کی آنکھوں میں لگا دیا تو ان کو فوراً شفامل گئی اور ایسی کہ جیسے کبھی انھیں کچھ ہوا ہی نہ تھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پرچم اُن کے حوالے کر دیا......

اس حدیث کے مضمون سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مشائخ وصالحین کا کسی مریض کو یا زخم وغیرہ پر لب (یعنی لعابِ دہن) لگانا جائز و درست ہے۔ نافہم اور تعصب رکھنے والے منکرین کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کے لیے یہ دلیل کافی ہے۔

الغرض فقہی روایتوں اور صحیح حدیثوں سے صراحتاً واضح ہوگیا کہ عَلَم (یعنی پرچم و نشان) بنانا، اس کا رکھنا، اور دف کے ساتھ قصائد واشعار پڑھتے ہوئے اس کا پھرانا جائز و درست ہے۔

دف کے ساتھ اشعار و قصائد پڑھنے کے جوابات گزشتہ سطروں میں دیے جا چکے ہیں۔ یوں ہی پرچم ونشان کے اِباحت و جواز میں بھی مطلقاً کوئی کلام نہیں۔ اور دو جائز چیزوں کو جمع کر دینے میں کوئی قباحت نہیں؛ لٰہذا بروزِ عیدین، بزرگانِ دین کے اَعراس اور دینی خوشی کے موقع پر نشانوں کا پھرانا جائز و درست ہے۔

اس کے مستحسن ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ اَمر جہاں زیادہ تر اہل اسلام کی فرحت و بہجت پر دلالت کرتا ہے وہیں اس سے اسلام اور اہل اسلام کی شوکت وسطوت کا بھی اظہار ہوتا ہے، پھر آخروہ کون سی شرعی قباحت اس میں آ گئی جس نے اسے ناجائز کر دیا!۔

جمعہ وعیدین کے دن حرمین شریفین – زادہما شرفاً وتعظیماً – میں دو نشان (جھنڈے) منبر کے دونوں بازو پر لا کر کھڑے کر دیے جاتے ہیں۔ اور مکہ معظّمہ میں تا حال ہر ماہ خلفاے راشدین کی تاریخ وفات کے مطابق اُن کے عرس کے دن دف بجا کر نشان

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

نکالے جاتے ہیں۔

فقہ کی کتابوں سے ثابت ہے کہ نشان چھوٹا ہو یا بڑا از روے شریعت حلال ہے اوردائرہ بجاتے ہوئے یا بلا دائرہ کے دونوں حالتوں میں اس کا شہر میں پھرانا جائز ودرست ہے۔ہاں! لہوولعب سے احتیاط برتنا اشد ضروری ہے۔

بزرگوں کے استقبال کے لیے شہر سے باہر جانا کیسا؟۔

سوالِ دھم :

مشائخین صالحین کے استقبال کے لیے مسلمانوں کا شہر سے باہر جانا اور مع نشان ودفوف نوازی بااعزازواکرام لے آنا شرعاً درست وجائز ہے یانہیں؟۔

جوابِ دھم :

مسلمانوں کا نشان ودف کے ساتھ مشائخین صالحین کے استقبال کے لیے جانا جائز ودرست ہے۔اوراس کا جائز ومباح ہونا حدیث سے ثابت ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب فتح کے روز مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے ہمراہ سفید نشان (پرچم) تھا۔چنانچہ جامع ترمذی میں ہے :

و عن جابر بن عبد اللّٰہ أن النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم دخل مکۃ یوم الفتح و لواء ہ أبیض . (۱)

یعنی حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے پرچم کا رنگ سفید تھا۔

نیز (سنن ابن ماجہ) میں ہے :

(۱) سنن ترمذی:۶/۴۵۰حدیث:۱۷۸۰......سنن کبریٰ نسائی:۲/۳۸۲حدیث:۳۸۴۸۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

و عن حارث بن الحسان قدمت المدينة فرأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر و بلال قائم بين يديه مستقلد سيفا و إذا رأية سوداء فقلت من هٰذا فقال هٰذا عمرو بن العاص قدم من غزاة . (۱)

یعنی حضرت حارث بن حسان کہتے ہیں کہ ایک بار جب میں مدینہ پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہیں اور حضرت بلال آپ کے سامنے تلوار کھینچے کھڑے ہیں، اتنے میں ایک کالا پرچم نظر آیا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا: یہ عمرو بن العاص ہے جو ایک جنگ سے واپس آیا ہے۔

(ہجرت کے موقع پر) حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ پہنچے تو لوگ آپ کے روبرو دف بجاتے اور اشعار پڑھتے ہوئے چل رہے تھے، ان میں سے ایک شعر ذیل میں درج ہے۔ امام محمد غزالی نے کیمیائے سعادت کے -باب آداب السماع- میں اسے (بڑے اچھے انداز میں) تحریر فرمایا ہے :

آنکہ در دل شادی داشتہ باشد و خواہد کہ آں را زیادہ کند بسماع ایں نیز مباح بود چوں شادی بخورمی باشد روا بود بآں شاد شوند۔ چنانچہ در عروسی و ولیمہ و عقیقہ و وقت آمد فرزند و وقت ختنہ کردن و باز آمدن از سفر چنانچہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ بمدینہ رسید از پیش وے بہ بازی شدند و ایں اشعار می گفتند۔

(۱) سنن ابن ماجہ: ۴۵۱/۸ حدیث: ۲۹۲۳...... مسند احمد: ۱۱۳/۳۴ حدیث: ۱۶۳۷۳...... الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم: ۳۲/۵ حدیث: ۱۴۷۹...... معجم کبیر طبرانی: ۴۱۲/۳ حدیث: ۳۲۵۳...... مسند ابن ابی شیبہ: ۷۷/۱۰ حدیث: ۶۵۸۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

طلع البـدر علينا من ثنيات الـوداع

وجب الشُّكر علينا ما دعیٰ للّٰہ داع

یعنی جس شخص کے دل میں فرحت ومسرت کا احساس موجود ہو اور وہ اس احساس کو اسے سن کر دو آتشہ کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے ایسا کرنا مباح ہے۔ جیسے خوشی کے موقع پر (چراغاں کرنا اور) خوشبوئیں سلگانا صرف اس لیے درست ہے کہ اس سے اس کی خوشی میں اضافہ ہوتا ہے۔بس اسی وجہ سے شادی بیاہ، ولیمہ، عقیقہ، بچے کی پیدائش کے وقت، ختنہ کی تقریب میں اور سفر سے واپسی کے موقع پر (بھی ایسا کرنا جائز و درست ہے)۔ چنانچہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو آپ کے آگے آگے خوشیوں کا ایک ہجوم چلا جا رہا تھا اور (خوشی کے عالم میں دف کے ساتھ وہ) یہ اشعار پڑھ رہے تھے :

'وداع' کی گھاٹیوں سے ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہو گیا۔دعوت الی اللہ کا کام جب تک ہوتا رہے گا اس عظیم نعمت کا شکر ایہ اَدا کرنا ہم پر قرض رہے گا۔

واقعہ حضرت بریدہ اسلمی کے ایمان کا

'مدارج النبوۃ' جلد دوم کے صفحہ ۸۸ پر ہے :

دیگر واقعہ اَبو بریدہ اَسلمی است کہ ابو سلیمان خطابی آوردہ است کہ چوں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بشرفِ مدینہ مشرف شد و بقرب و نواحی آن رسید بریدہ اسلمی با ہفتاد نفر از قوم خود باشارت کفار قریش کہ در گرفتن سید رسل صلوات اللہ وسلامہ علیہ بر آمدہ بود۔ آنحضرت فرمودند تو چہ کسے و چہ نام داری گفت نام من بریدہ است ۔ آنحضرت بطریق تفاؤل کہ عادت

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

شریف برآن جاری بود از مادۂ اشتقاقِ آن کہ برودت است ومبنی است از سلامت وسکون وجمعیت بابوبکر فرمودند قد برد امرنا وصلح. یعنی خوشی وخنکی شد کار ما را کہ آخر روے بصلا حیت دارد۔ باز فرمودند کدام قبیلہ؟ گفت از بنی اسلم فرمود سلمنا خیر وسلامت است۔ فرمود از کدام بنی اسلم؟ گفت بنی سہم فرمود أصبت سهمك یا فتی سہم خود یعنی نصیب وحصہ خود از اسلام۔ و بعد ازاں بریدہ از آنحضرت پرسید تو چہ کسے فرمود منم محمد بن عبد اللہ رسول اللہ بریدہ بجر دشنیدن نام آنحضرت ایمان آورد وگفت أشهد أن لا إله إلا الله و أشهد أن محمدا عبده ورسوله وجماعت کہ باوی بودند نیز بشرف اسلام مشرف شدند۔ بریدہ عرض کرد یا رسول اللہ باید کہ در وقت درآمدن در مدینہ لوائے ہا تو باشد پس بریدہ عمامہ خود را از سر بر آورد و بہ نیزہ بہ بست وپیش پیش روان شد۔(۱)

یعنی (اس سلسلہ میں) دوسرا واقعہ حضرت ابو بریدہ اسلمی کا ہے جسے ابوسلیمان خطابی نے بیان کیا ہے کہ ہجرت کے موقع پر جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قریب پہنچ گئے تو اس بیچ بریدہ اسلمی اُن ستر نوجوانوں کے ساتھ اچانک آپ کے سامنے آگئے، جنھیں کفارِ قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کے لیے بھیجا تھا۔

(۱) اس واقعہ کے اصل مصادر عربیہ یہ ہیں: دلائل النبوۃ: ۲/۲۲۱......اخلاق النبی لابی الشیخ الاصبہانی: ۲/ ۳۴۰ حدیث: ۷۳۸......سبل الہدیٰ والرشاد: ۳/۲۵۲......الانوار فی شمائل النبی المختار: ۱/۳۷۷......اسد الغابۃ: ۱/۱۱۰......المنتظم: ۱/۲۸۰......مختصر تاریخ دمشق: ۲/۱۷۴......تاریخ الاسلام ذہبی: ۱/۹۴......خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ: ۱/۸۹۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

سرکار نے پوچھا: تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے؟۔

کہا: میرا نام بریدہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عادتِ مبارکہ کے مطابق ان کے نام کی فال نکالتے ہوئے فرمایا کہ بریدہ تو برودت سے نکلا ہے جس کے اندر سکون وسلامتی کا عنصر موجود ہے۔ یہ سن کر حضرت اَبوبکر کے ساتھ سارے لوگ بول اُٹھے: پھر تو ہمارا معاملہ ٹھنڈا ہوگیا اور بات بن گئی۔ پھر آپ نے پوچھا: کس قبیلے سے تمہارا تعلق ہے؟۔

کہا: بنی اسلم سے ہوں۔ فرمایا: پھر تو سارے اُمور خیروعافیت سے انجام پذیر ہوجائیں گے۔ پوچھا کہ بنی اسلم کی اصل کیا ہے؟ کہا: یہ قبیلہ بنی سہم کی ایک شاخ ہے۔ فرمایا: پھر تو تم نے اسلام سے اپنا حصہ پالیا۔ اس کے بعد بریدہ نے پوچھا کہ یہ بتائیں آپ کون ہیں؟۔ فرمایا: میں محمد بن عبداللہ' اللہ کا رسول ہوں۔ آپ کا نام نامی سنناتھا کہ حضرت بریدہ فوراً مسلمان ہوگئے اور کلمہ شہادت 'أشھد أن لا إلٰـہ إلا اللّٰـہ و أشھد أن محمدا عبدہ ورسولہ' پڑھ لیا، اور آپ کے ساتھ جو لوگ تھے وہ بھی مشرف باسلام ہوگئے۔ بریدہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مدینہ کے اَندر داخل ہوتے وقت اگر آپ کے ساتھ کوئی جھنڈا یا نشان ہوتا تو کیا بات تھی! (اس سے معلوم ہوتا کہ کائنات کی کوئی عظیم ہستی چلی آرہی ہے)۔ چنانچہ (اِجازت پاکر) حضرت بریدہ نے اپنے عمامہ کو سر سے اُتار کر اپنے نیزے پر باندھ لیا اور (جھنڈا لیے) آگے آگے چلنے لگے۔

حاصل کلام یہ کہ مشائخین صالحین کے اِستقبال کے لیے دَف کے ساتھ پرچم لے جانا مذکورہ بالا صحیح اَحادیث اور معتبر روایات کی روشنی میں جائز و درست ہے۔ اِختصار کے پیش نظر زیادہ دلیلیں درج نہیں کی گئیں۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

مخفی نہ رہے مشائخ وصالحین اور پیروانِ شرع مبین کی تعظیم وتوقیر کرنا ہر مومن کے لیے ایک اَمر ضروری ہے۔ بالخصوص مرید کو اپنے مرشد کی تعظیم وتکریم بجالانا لازمی ہے۔ متقدمین مشائخ کرام کی تصنیفات مثلاً ملفوظات سیدنا احمد الکبیر الرفاعی ، آداب المریدین، غنیۃ الطالبین اور قول الجمیل وغیرہ کتابوں میں تفصیل سے یہ سارے اَحوال موجود ہیں۔

تمام مشائخین کاملین نے اپنے اپنے سلسلہ کے لیے جداگانہ رنگ ووضع کا نشان (پرچم) مقرر کیا ہے۔جس پر وہ خود عمل پیرا رہے اور ان کے توابعین ومتعلقین بھی، اور تاحال (یہ سلسلہ زریں) یوں ہی جاری ہے۔ مگر کچھ لوگ غلبۂ نفسانیت کے باعث دوسرے طریقہ کے نشان وسلسلہ وغیرہ کو بغیر اِجازت وخلافت اپنے عمل میں لاتے ہیں جو کہ سراسر بزرگانِ سلف کے طریق کے خلاف اور غلط محض ہے؛ وجہ اس کی یہ ہے کہ بے اِجازت شخص بے فیض ہوتا ہے۔ اور ہر طریقے کی جو غرض وعلامت مقرر ہے اس سے وہ باقی نہیں رہ پاتی؛ کیوں کہ جن مشائخ یا جماعت کے ہمراہ جس رنگ یا جس وضع کا نشان ہوتا ہے تو اس سے فوراً بغیر دریافت کیے معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ فلاں سلسلے سے (متعلق) ہیں۔

بزرگوں نے یہ طریقہ کتنا عمدہ مقرر فرمایا ہے- خداوند قدوس ہمیں اس کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے- تاکہ شکوک ووسواس پیدا کرنے والی ساری چیزیں لوگوں کے دلوں سے دور ہوجائیں اور اہل صدق و وفا دھوکا نہ کھائیں۔ آمین ثم آمین۔ اس اجمال کی تفصیل مشائخ کرام کی کتابوں میں موجود ہے اور یہ بڑی مشہور بات ہے جسے بتانے کی کوئی حاجت نہیں۔ معمولی علم رکھنے والا بھی ان سے واقف وآگاہ ہے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

جھنڈے پر کلمہ طیبہ وغیرہ لکھنے کا حکم

سوالِ یازدھم :

نشانوں کے کپڑے پر کلمہ طیبہ یا اسمائے متبرکہ تحریر کرنا اور تعظیم کے ساتھ ان کا رکھنا درست ہے یا نہیں؟۔

جوابِ یازدھم :

نشانوں کے کپڑے پر کلمہ طیبہ یا اَسمائے متبرکہ لکھنا جائز و درست ہے۔ہاں! اس کی بے ادبی اور بے تعظیمی نہ ہونے پائے۔ چنانچہ درمختار کے -کتاب الطہارۃ- میں ہے :

بساط أو غیرہ کتب علیه الملک للّٰہ یکرہ بسطه و استعماله لا تعلیقه للزینة . (۱)

یعنی اگر کسی کپڑے وغیرہ پر 'اَلْمُلْکُ لِلّٰہِ' لکھا ہو تو اس کا بچھانا اور استعمال کرنا مکروہ ہے۔مگر زیب وزینت کی خاطر اس کا لٹکانا مکروہ نہیں۔

نیز اسی درمختار کے -باب صلوٰۃ الجنائز- میں ہے :

عن الفتح أنه قال تکرہ کتابة القراٰن و اسماء اللّٰہ تعالیٰ علی الدراھم و المحاریب و الجدران و ما یفرش و ما ذاک إلا لاحترامه و خشیة وطیه . (۲)

(۱) درمختار:۱/۱۹۳......البحرالرائق شرح کنزالدقائق:۲/۲۸۵......ردالمحتار:۲/۱۵......المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی:۵/۲۹۷......

(۲) ردالمحتار:۶/۴۱۷......تبیین الحقائق شرح کنزالدقائق:۱/۲۷۶......فتح القدیر:۱/۳۱۰۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

یعنی 'فتح' کے حوالے سے آیا ہے کہ درہم، محراب اور دیوار وفرش وغیرہ پر اسمائے الٰہیہ اور قرآن کی آیتیں لکھنا مکروہ ہے۔ ہاں! اگر اس کی تعظیم وتوقیر کی جائے اور اس کی بے ادبی نہ ہو تو درست ہے۔

فتاویٰ قاضی خان میں ہے :

و لو کُتب القرانُ علی الحیطان و الجُدَران بعضهم قالوا: یرجی أن یجوز، و بعضهم کرهوا ذٰلک مخافة السقوط تحت اقدام الناس . (۱)

یعنی پردے یا دیوار پر قرآن لکھنے کے تعلق سے علمائے کرام کی مختلف رائیں ہیں بعض نے اس کو جائز مانا ہے اور بعض نے اسے مکروہ جانا ہے اس احتیاط کے پیش نظر کہ شاید وہ گر کر لوگوں کے پاؤں تلے روندے جائیں۔

مواہب لدنیہ میں امام قسطلانی الشافعی عم رسول حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے احوال میں تحریر فرماتے ہیں :

قد عقد له لواء أبیض و اللواء هو العَلَم الذي یحمل في الحرب یعرف به موضع صاحب الجیش، و قد یحمل صاحب الجیش و قد یدفعه لیقدم العسکر . و قد صرح جماعة من أهل اللغة بترادف اللواء والرأیة ولکن روي أحمد و الترمذي عن ابن عباس کانت رأیة رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم سوداء و لواء ه أبیض، و مثله عند الطبراني عن بریدة و عن عدي عن أبي هریرة و زاد مکتوب فیه لا إلٰه إلا اللّٰه محمد رسول اللّٰه . (۲)

(۱) فتاویٰ ہندیہ معروف بہ فتاویٰ عالمگیری:۶۷/۴۳۔

() سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد:۳۷۱/۷ و ۳۷۳......عیون الاثر:۴۰۶/۲......اخلاق النبی لابی الشیخ الاصبہانی:۴۴۴/۱ حدیث:۴۰۴۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

یعنی حضرت حمزہ کو ایک سفید نشان دیا گیا تھا۔اور لوا اُس علم کو کہتے ہیں جو جنگ میں اُٹھائے رکھا جاتا ہے تاکہ لشکر کے سرخیل کا مقام معلوم ہو۔اس علم کو بسا اوقات سردار خود اُٹھاتا ہے اور کبھی اسے لشکر کے آگے رکھ دیا جاتا ہے۔بعض اہل لغت نے لوا اور رایۃ کو مترادف کہا ہے۔مگر امام احمد و ترمذی نے حضرت ابن عباس سے جو روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رایۃ سیاہ اور لواء سفید تھا (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میں کچھ فرق ہے اور یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں) حضرت بریدہ و عدی اور ابوہریرہ سے روایت کرتے ہوئے امام طبرانی نے بھی یہی بات فرمائی ہے مگر اس میں اتنا اضافہ ہے کہ اس نشان کے اوپر ''لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' لکھا ہوا تھا۔

مذکورہ بالا اَحادیث صحیحہ اور روایاتِ فقہیہ سے صراحتاً ثابت ہوگیا کہ نشان کے کپڑے پر کلمہ طیبہ یا اَسماے متبرکہ تحریر کرنا جائز و درست ہے، بشرطیکہ اس کی تعظیم و توقیر میں کوئی کوتاہی نہ واقع ہو۔

صوفیہ کے بارے میں نازیبا کلمات کہنے کا حکم

سوالِ دوازدھم :

صوفیہ کرام مثلاً رفاعیہ، قادریہ، چشتیہ وغیرہم کی مجالس مذاکرہ میں وجد و رقص کی جو حالت پیدا ہو جاتی ہے اس مجلس مذاکرہ نیز اس میں شاغلین و ذاکرین کو شیطان بھوت یا کفار وغیرہ سے مشابہت دیتے ہوئے بے جا اور نازیبا کلمات ان کی شان میں کہنا اور ان پر کفر کا اطلاق کرنا کہاں تک درست ہے؟۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

جوابِ دوازدھم :

صوفیہ کرام کے طریقہ ذکر واَذکار اور ان کی مجالس مذاکرہ پر طعن وتشنیع کرنا سنگین جرم وخطا اور گمراہی وبدنصیبی ہے؛ کیوں کہ وہ لوگ ہرگز شریعت کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے، اور کسی (سچے پکے) اہل طریقہ نے' (نہ تو خود) صوم وصلوٰۃ اور حج وزکوٰۃ کو چھوڑا اور نہ ہی دوسروں کو اس سے باز رکھا۔

چنانچہ اس سلسلے میں شیخ عبد الوہاب شعرانی اپنی کتاب-الیواقیت والجواہر- میں فرماتے ہیں :

قال الشيخ مجد الدين الفيروز آبادي صاحب كتاب القاموس في اللغة : لا يجوز لأحدٍ أن ينكر على القوم ببادي الرأي لعلو مراتبهم في الفهم و الكشف و قال لم يبلغنا عن أحدٍ أنه أمر بشيء يهدم الدين و لا نهىٰ أحد عن الوضوء و لا عن الصلوٰة و لا عن غيرهما من فروض الإسلام و مستحباته انما يتكلمون بكلام يدق عن الافهام و كان يقول قد يبلغ القوم في المقامات و درجات العلوم الى المقامات المجهولة التي لم يصرح بها كتاب ولا سنة و لكن أكابر العلماء العاملين قد يردون ذٰلک إلى الكتاب والسنة بطريقٍ دقيقٍ لحسن استنباطهم و حسن ظنهم بالصالحين و لكن ما كل أحدٍ يتربص إذا سمع كلاماً لا يفهمه بل يبادر إلى الإنكار على صاحبه و خلق الإنسان عجولا .

یعنی صاحب قاموس شیخ مجد الدین فیروز آبادی فرماتے ہیں کہ کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ کشف وفہم میں اعلیٰ مقام رکھنے والے صوفیہ کرام کو بادی الرأی میں ٹھکرادے۔ مزید فرماتے ہیں کہ ہمیں کبھی کسی کے ذریعہ یہ نہیں معلوم ہوا کہ

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

انھوں نے کسی ایسی بات کا حکم دیا ہو جس سے دین کی بنیاد میں دراڑ پڑتی ہو، نہ ہی انھوں نے کبھی کسی کو اسلام کے فرائض و مستحبات مثلاً نماز و وضو وغیرہ سے منع کیا۔ ہاں! وہ ایسی باتیں ضرور کرتے ہیں جو ذہن و فکر کی رسائی سے بالاتر ہوتی ہیں۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ ایسے مقامات پر فائز ہو جاتے ہیں اور علم کے ایسے نامعلوم زینے طے کر لیتے ہیں جن کی کتاب وسنت میں صراحت نہیں ملتی؛ لیکن اکابرین علما (مسائل میں) تعمق نگاہی، حسن استنباط اور صالحین کے ساتھ خوش گمانی رکھنے کے باعث ان (کی نکات آفرینیوں) کا سررشتہ کتاب وسنت سے جوڑ دیتے ہیں۔ لیکن ایسا کرنا ہر کسی کے بس کا روگ نہیں ہے۔ کیوں کہ لوگوں کا حال تو یہ ہے کہ جیسے ہی کسی کی بات سنی، اور وہ اس کی عقل وفہم کے چوکھٹے میں فٹ نہیں ہو پا رہی تو فوراً اس کے اوپر اعتراضات کے بوچھار لگا دیتا ہے، اور (ایسا کیوں نہ ہو، انسان) پیدائشی جلد باز واقع ہوا ہے۔

اُن جاہلوں کی بات ہی کچھ اور ہے جو خود کو صوفی تصور کر کے اپنی کم علمی و نافہمی کے باعث بے جا اور نازیبا کلمات کہہ ڈالتے ہیں۔ بلکہ -نعوذ باللہ- بسا اوقات اَحکام شرع سے تجاوز کر کے درجہ کفر تک پہنچ جاتے ہیں۔ ایسے گمراہ لوگوں اور باطل فرقوں کی شدت سے خبر لینی چاہیے، انھیں تنبیہ کرنی چاہیے، اور ان کو ایسی غیر شرعی باتوں اور ایسے برے کاموں سے سختی سے روکنا چاہیے۔

(شریعت نبوی کے مطابق اُن کے چند اَقوال کی تردید اِس فقیر نے ''طریق شریعت'' نامی ایک رسالہ میں تفصیل سے بیان کر دی ہے)۔

صوفیانِ باصفا اور سالکانِ راہِ ہدیٰ جو کہ شریعت نبوی پر کاربند اور ظاہری و باطنی ہر طرح کے علوم وفیوض سے بہرہ ور ہیں۔ اور آیت کریمہ: **الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَاماً وَّ قُعُوداً وَّ عَلٰى جُنُوبِهِمْ** o کے مطابق ذکر و اذکار اِیزدی میں جدوجہد کرنے کے باعث بلند و بالا مرتبہ پاتے رہتے ہیں۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بخاری ومسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے کہ اللہ کے کچھ فرشتے اہل ذکر کو تلاش کرتے پھرتے ہیں، اور جہاں ذاکرین کو پاتے ہیں تو انھیں اپنے پروں سے اوّل آسمان تک ڈھانپ لیتے ہیں......پھر جب اللہ تعالیٰ فرشتوں کو گواہ بنا کر فرماتا ہے کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ تو ان میں سے ایک فرشتہ بول اُٹھتا ہے کہ پروردگار! ان میں تو فلاں گنہ گار بندہ بھی شامل ہے جو اُن کی راہ پر نہیں، کسی کام سے آیا تھا مگر لوگوں کو بیٹھا دیکھ کر خود بھی بیٹھ گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ فرشتو! گواہ رہنا ہم نے اس کو بھی بخش دیا۔ بلاشبہہ یہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا شقی یعنی بے نصیب نہیں رہتا (۱)۔

مس ناقص از طفیل کیمیا زرمی شود ☆ اِختیارِ صحبتِ کامل کن و کامل برآ

(۱) پوری حدیث کا متن یوں ہے :

عن أبي هريرة قال قال رسول اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إن لِلّٰهِ ملائِكة يطوفون فِي الطرقِ، يلتمِسون أهل الذِكرِ ، فِإذا وجدوا قوما يذكرون اللّٰه تنادوا هلمُّوا إِلى حاجتِكم قال فيحفونهم بِأجنِحتِهِم إلى السماء الدنيا قال فيسألهم ربهم وهو أعلم مِنهم ما يقول عِبادِي قالوا يقولون يسبِحونک ، ويكبِرونک ، ويحمدونک ويمجِدونک قال فيقول هل رأوني قال فيقولون لا و اللّٰهِ ما رأوک قال فيقول و كيف لو رأونِي قال يقولون لو رأوک كانوا أشد لک عِبادة ، و أشد لک تمجِيدا، و أكثر لک تسبِيحا قال يقول فما يسئلونِي قال يسئلونک الجنة قال يقول وهل رأوها قال يقولون لا واللّٰهِ يا ربِ ما رأوها قال يقول فكيف لو أنهم رأوها قال يقولون لو أنهم رأوها كانوا أشد عليها حِرصا ، و أشد لها طلبا ، و أعظم فِيها رغبة قال فمِم يتعوذون قال يقولون مِن النارِ قال يقول و هل رأوها قال يقولون لا واللّٰهِ ما رأوها قال يقول فكيف لو رأوها قال يقولون لو رأوها كانوا أشد مِنها فِرارا ، و أشد لها مخافة قال فيقول فاشهِدكم أنِي قد غفرت لهم قال يقول ملک مِن الملائكةِ فِيهِم فلان ليس مِنهم إِنما جاء لِحاجة قال هم الجلساء لا يشقى بِهِم جلِيسهم .

(صحیح بخاری:۲۵۲/۲۱ حدیث:۶۴۰۸......صحیح مسلم: ۲۹۴/۱۷ حدیث: ۷۰۱۵......سنن ترمذی:۱۵۸/۱۳ حدیث:۳۹۴۹......مسند احمد:۱۶۰/۱۶ حدیث:۷۶۲۹......شرح السنۃ بغوی:۲۷۶/۲......مستدرک حاکم: ۳۶۸/۴ حدیث: ۱۷۷۵......معجم صغیر طبرانی: ۲۱۲/۳ حدیث: ۱۰۷۰......شعب الایمان بیہقی: ۱۰۱/۲ حدیث:۵۵۹......صحیح ابن حبان:۲۰۶/۴ حدیث:۸۵۸......مسند طیالسی:۳۱/۷ حدیث:۲۵۴۷)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تو اب غور کرنا چاہیے کہ جن کے نزدیک بیٹھنے والا بہرہ یاب ہو کر اُٹھے تو پھر اُن شاغلین وذاکرین، ان کی مجلس مذاکرہ، اور اُن کے غیر بناوٹی حالت وجدورقص کو شیطان بھوت اور کفار وغیرہ سے تشبیہ دینا اور اُن کی شان میں بے جاو ناروا کلمات کہنا کس طرح درست ہوگا! (اور یہ کہاں کا انصاف ہے!)۔

فتاویٰ خلیلی جلد ثانی صفحہ ۲۵۹ مطبوعہ مصر میں ہے :

و أما قوله في الرقص والتواجد أول من أحدثه أصحاب السامري، فكيف يجوز لمسلم أن يشبه الذاكرين اللّٰه كثيرا بالكافرين و قال تعالیٰ : اَ فَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ٥ (سورۂ قلم:۶۸/۳۵)

و قال تعالیٰ : اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ٥ (سورۂ جاثیہ:۴۵/۲۱)

یعنی رقص وتواجد کی نسبت ان کا یہ کہنا کہ اس کی ایجاد کرنے والے (عہد موسوی کے) اصحابِ سامری ہیں، (بڑی عجیب سی بات ہے) کیا کسی مسلم کے لیے روا ہے کہ وہ اللہ کا کثرت سے ذکر والوں کو کافروں سے تشبیہ دے۔ جب کہ باری تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: ''کیا ہم فرمانبرداروں کو مجرموں کی طرح (محروم) کردیں گے''۔ نیز (ایک دوسری جگہ) فرماتا ہے: ''کیا وہ لوگ جنھوں نے برائیاں کمارکھی ہیں یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم انہیں ان لوگوں کی مانند کردیں گے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے (کہ) ان کی زندگی اور ان کی موت برابر ہوجائے۔ جو دعوی (یہ کفار) کررہے ہیں نہایت برا ہے''۔

اگرچہ بعض کتابوں میں طریقہ صوفیہ پر اِعتراضات تحریر ہیں لیکن ان کے وہ اعتراضات دوصورتوں سے خالی نہیں۔ اول یہ کہ اس سے ان کی مراد جھوٹے اہل تصوف

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہوں گے جو (شیطان کے بہکاوے میں آکر) خلافِ شرع باتوں پر عمل پیرا ہیں۔ دوم یہ کہ شاید ان مصنّفین نے محض جاہلوں کے اقوال وافعال کو دیکھتے ہوئے صوفیانِ صدق و صفا اور رہروانِ طریق ہذا کو بھی بدگمانی سے ان کے اوپر قیاس کرلیا ہو اور پھر بلا استثنا مطلقاً سب پر اپنی زبانِ طعن دراز کردی ہو۔

بذکرش ہر چہ بینی درخروش است

ولی داند دریں معنی کہ گوش است

لہٰذا ہمیں یہ ہرگز نہ چاہیے کہ ان کی بدگمانی کی پیروی کرتے ہوئے خود کو بھی گرفتارِ معصیت کردیں، اوران کی طرح اُس گروہِ حق پر ناحق تہمت باندھ دیں؛ کیوں کہ بدگمانی مسلمانوں پر قطعی حرام ہے۔

فتاویٰ خلیلی جلد ثانی صفحہ ۲۶۱ مطبوعہ مصر میں اس کو بہت تفصیل سے بیان کیا ہے، اختصار کے پیشِ نظر صرف اس کا خلاصہ یہاں نقل کیا جاتا ہے :

و الحاصل ان أصحاب هٰذا النقول من الفقهاء إذا أساؤا ظنونهم في طائفة من الصوفية فحملوا أحوالهم في ذكر اللّٰه تعالىٰ على اللهو واللعب و طعنوا في شأنهم مما يعلمه اللّٰه تعالىٰ لا يلزمنا نحن أن نتبعهم في سوء الظن في أهل الذكر في جميع الأزمان و نرتكب هٰذه المعصية كما ارتكبوها، و نعتقد أنها طاعة و قد قال تعالىٰ : يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيْرًا مِنَ الظَّنِّ ۝ (سورۂ حجرات:۱۲/۴۹) فإن سوء الظن بالمسلم حرام قطعي و التاويل واجب في أفعاله و أقواله كما قاله العلماء و السماع عند طائفة الصوفية غير السماع عند الفقهاء من الأحكام الشريعة فإن طائفة قلوبهم فارغة من سوء الظن في أحد من البرية .

یعنی خلاصہ کلام یہ کہ فقہائے کرام میں سے جنھوں نے ایسا قول کیا ہے (اس

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کی حقیقت یہ ہے کہ وہ) جب گروہِ صوفیہ میں کسی کے بارے میں بدگمان ہوتے ہیں تو اللہ کے ذکر و فکر سے متعلق ان کے اَحوال کو لہو ولعب اور خرافات کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں اور پھر خدا معلوم کس کس طرح سے انھیں اپنے طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں۔ تو اہل ذکر کے حوالے سے ہر دور میں جو بدگمانیاں ہوتی رہی ہیں ان کی ٹوہ میں لگے رہنا یہ ہمارا فرضِ منصبی نہیں ہے۔ یہ کیا ضروری ہے کہ انھوں نے جو غلطی کی ہم بھی اسی غلطی کا نیکی خیال کرتے ہوئے اعادہ کرتے پھریں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ''اے ایمان والو! زیادہ تر گمانوں سے بچا کرو''۔ کیوں کہ ایک مسلم کے ساتھ بدگمانی رکھنا حرام قطعی ہے۔

ان صوفیہ کرام کے جو افعال و اقوال ہیں ان کی مناسب تاویل کرنی چاہیے جیسا کہ اہل علم کا ہمیشہ سے یہی شعار رہا ہے۔ اور احکام شریعت کے تعلق سے صوفیہ کرام اور فقہاے اسلام کے سماع میں بڑا فرق ہے؛ کیوں کہ صوفیوں کی جماعت ایسی ہوتی ہے جن کے دل بدگمانیوں سے پاک ہوتے ہیں اور بھری مخلوق میں سے کسی کے لیے وہ بدگمان نہیں ہوتے۔

پروردگار عالم جملہ اہل اسلام کو توفیق خیر عنایت فرمائے، اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی نصیب کرے۔

یا اِلٰہی چشم بینائی بدہ ☆ دردلم ازعشق سودائی بدہ
آتش افگن دردلم مانند طور ☆ شعلہ خیز داز تجلی ہاے نور

یعنی اے پروردگار میری آنکھوں کو بینائی عطا کر دے۔ میرے دل کو عشق حقیقی کا سودائی بنادے۔ میرے دل کے اندر کوہِ طور کی مانند آگ بھڑکا دے۔ تاکہ اس کے اَنوار و تجلیات سے فضاے دل شعلوں سے معمور ہوجائے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تذکرۂ سلطان العارفین شیخ سید احمد کبیر رفاعی -علیہ الرحمہ-

چوں کہ یہ رسالۂ سلسلہ عالیہ رفاعیہ سے متعلق ہے؛ اس لیے حقیقت بین ناظرین کے اِستفادے کے لیے سلطان العارفین، برہان الواصلین، الغوث المعظم والقطب المکرّم شیخنا ومولانا السید احمد الکبیر الحسینی الموسوی الرفاعی -قدس سرہ العزیز وأعاد اللہ علینا من برکاتہ- کا ذکرِ جمیل بطورِ برکت اختصار کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔

مشائخ دہر اور اَولیاے عصر پر آپ کی عظمت وفضیلت درجۂ ثبوت اور پایۂ تحقیق تک پہنچی ہوئی ہے۔ چنانچہ صاحب ''تریاق المحبین'' نے لکھا ہے کہ شیخ محمد خطیب الحدادی کے روبرو جب حضرت سید احمد کبیر رفاعی اور دوسرے اولیاء اللہ کا ذکر آتا تو آپ حضرت شیخ رفاعی کے فضائل ومناقب میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

لا تقس بارق النجوم بشمس
بینها و النجوم فرق عظیم

فاحذر أن یقال عینک عمیا
و إلا فمکابر أو لئیم

یعنی ستاروں کی چمک دمک کا سورج سے کیا موازنہ! ۔سورج اور ستاروں کے درمیان بہت بڑا فرق ہے؛ لہٰذا اس سے بچو کہ تمہاری آنکھوں کو اَندھی کہا جائے۔ یا پھر یہ کہ تمہیں متکبر یا کمینہ کہہ کے پکارا جائے۔

مصنف موصوف لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی -قدس سرہ العزیز- کی مجلس میں شیخ رفاعی کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا :

السید احمد الرفاعي حجة اللّٰه علی أولیائه الیوم و صاحب هٰذه المأدبة .

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

یعنی شیخ احمد کبیر رفاعی اولیاے کرام پر اللہ تعالیٰ کی حجت، اور آج بھی خوانِ ولایت کے میزبان ہیں۔

پھر مندرجہ ذیل شعر فی البدیہ حضرت شیخ رفاعی کی شان میں اِرشاد فرمایا۔

هٰذا الذي سبق القوم الأولى و إذا

رأيته قلت هٰذا آخر الناس

یعنی یہ وہ شخصیت ہیں کہ پہلے دور کے لوگوں کی یادگار معلوم ہوتے ہیں، جب تم انھیں دیکھوگے تو یہ کہنے پر مجبور ہوجاؤگے کہ بس بزرگی انھیں پر ختم ہے، (اب زمانہ شاید ان کی مثال پیش کرسکے)۔

مصنف مذکور ہی نے 'شفاء الاسقام' کے حوالے سے لکھا ہے کہ بعض عارفین جمالِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم' سید احمد کبیر الرفاعی کے مراتب وصفات بیان کرتے ہوئے فرما رہے ہیں: سید احمد الرفاعی علم وفضل کا بادشاہ ہے، اس کی ہدایت ورہبری سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مخلوق توجہ اور وصول اِلی اللہ سے بہرہ یاب ہوگی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ وہ فنا اور فناء الفنا باللہ ہے، اور اس کا حال' مقال سے بڑھ کر ہے، (یعنی وہ گفتار سے کہیں زیادہ کردار وعمل کا غازی ہے)۔

اس پر قیاس کرتے ہوئے اَندازہ لگائیں کہ اُن کے فضائل ومراتب کتنے بیحد و بے شمار اور روزِ روشن کی مانند آشکار ہیں۔ مگر اس مختصر سے رسالے میں ان سب کو بیان کرنے کی کہاں گنجائش ہے!۔

مفاخره تأبى عن الحصر انها

متى مر منها مفخر جاء مفخر

سلوا الشمس عنها أنها هي دونها

و آياته الزهراء من الشمس أظهر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

یعنی اس مجموعہ خوباں ہستی کے فضائل ومناقب حدوشمار سے باہر ہیں۔
کیوں کہ ابھی ایک خوبی کا بیان مکمل نہیں ہوپاتا کہ دوسری سامنے آجاتی ہے۔
اس کے محامدومفاخر سورج سے پوچھو کیوں کہ وہ خود اپنے آپ کو اس سے کمتر
سمجھتا ہے۔اوراس کی درخشندہ عظمت وکرامت 'اظہر من الشّمس ہے۔

نام ونسب

آپ کا نام نامی اسم گرامی سید اُحمد محی الدین ہے،اورعلومرتبت کے باعث ُکبیر' بھی آپ کے نام کا جز بن گیا۔کنیت اَبوالعباس اور لقب رفاعی ہے۔اس لقب کا سبب اکثر کتابوں میں یہ تحریر ہے کہ آپ کے جدامجد سید حسن اصغر رفاعۃ الہاشمی المکی ُرفاعہ' کے لقب سے مشہور تھے تو بس اسی مناسبت سے آپ کا لقب بھی رفاعی پڑ گیا۔جب کہ صاحب ُتحفۃ الاولیاء' وغیرہ نے یہ لکھا ہے کہ آپ کو یہ لقب بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عنایت ہوا ہے۔اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل کتب میں موجود ہے۔اورعوام میں جو یہ مشہور ہے کہ آپ کے جد مادری حضرت سیدنا رفیع الدین کی نسبت سے آپ کا لقب رفاعی ہوا تو یہ غیر معتبر ہے۔

آپ کے والد ماجد کا نسب یوں ہے: سید نورالدین ابوالحسن علی المکی بن سید یحیٰی بن سید ثابت بن سید حازم بن سید احمد بن سید علی بن سید ابوالمکارم الحسن المعروف بہ رفاعہ المکی بن سید مہدی بن سید محمد ابی القاسم بن سید حسن بن سید حسین بن سید موسیٰ الثانی بن الامام سید ابراہیم المرتضٰی بن الامام موسیٰ الکاظم ،اس کے آگے امام حسین رضی اللہ عنہ تک نسب مبارک مشہور ومعروف ہے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

خرقہ خلافت

خرقہ خلافت و مشیخت آپ کو شیخ علی القاری الواسطی سے عطا ہوا۔ (سلسلہ زریں کچھ یوں ہے) شیخ علی القاری الواسطی...... شیخ الاعظم ابوالفضل محمد بن کامخ...... شیخ علی بن علام بن ترکان...... علی البازیاری...... علی العجمی...... ابوبکر شبلی...... سید الطائفہ شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی...... سری السقطی...... معروف کرخی...... داؤد طائی...... حبیب عجمی...... ابوسعید حسن بصری...... حضرت امام المشارق والمغارب سیدنا علی بن ابی طالب...... سلطان المرسلین، حبیب رب العالمین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

'تحفۃ الاولیاء، شفاء السقام، براہین، تریاق المحبین اور عجائب واسطہ وغیرہ میں لکھا ملتا ہے کہ حضرت شیخ رفاعی نے (خلق خدا کی رہبری کے لیے) مکہ معظّمہ سے تشریف لاکر جب بصرہ کے قریب اُم عبیدہ کے مقام پر سکونت اختیار کی، اور آپ کے اندر بدرجۂ اَتم موجود زہد و ریاضت کا چرچہ دیگر شہروں اور ملکوں تک پہنچ گیا۔ (پھر کیا ہوا) یہ خبر ہدایت اَثر سن کر اس نعمت عظمیٰ کو غنیمت جانتے ہوئے اکثر علمائے کرام اور مشائخ عظام نے بہ خلوصِ نیت بیعت کر کے آپ سے ظاہری و باطنی فیوض و برکات حاصل کیے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ آپ کی حیات میں سلسلہ رفاعیہ کے خلفا و منسلکین کی تعداد ایک لاکھ اسی ہزار تک پہنچ چکی تھی۔ ان میں اکثر مشاہیر کے نام نامی اسم گرامی بھی کتب مذکورہ میں تحریر ہیں۔

فقہی مذہب اور آپ کی تصنیفات

آپ مذہباً شافعی اور فقیہ کامل تھے۔ آپ کی تصنیفات و تالیفات بہت ہیں: مثلاً

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تفسیر میں معانیِ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم......تفسیر سورۃ القدر۔ حدیث میں الروایۃ۔ علم تصوف میں طریق الی اللہ......حالۃ اہل الحقیقۃ مع اللہ......بہجۃ۔ اور فقہ شافعی وغیرہ میں شرح التنبیہ......حکم...... احزاب......اور برہان المؤید نہایت عمدہ اور معتبر کتابیں ہیں۔ اس طرح آپ کی کل چھ سو باسٹھ (۶۶۲) کتابیں ہیں۔

راتب رِفاعیہ کی تاریخی حیثیت

طریقہ عالیہ رفاعیہ آپ ہی سے جاری ہے۔ آپ نے مریدین و متعلقین کے لیے ذکر اذکار کا ایک خاص طریقہ مقرر کر رکھا ہے جسے ''راتب رفاعیہ'' کہا جاتا ہے۔ امام المورخین قطب مدینہ شیخ عبداللہ مطری اپنی کتاب ''انوارِ احمدی'' میں اس کی حقیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں :

ایک روز قطب الاقطاب، سلطان العارفین سیدنا احمد کبیر الرفاعی الحسینی- قدس سرہ و روحہ- اپنے اصحاب و مریدین کو معرفت و محبت الٰہی کی تعلیم و ہدایت دے رہے تھے، ساتھ ہی بعض خلفا کو حکم دے رہے تھے کہ ہر شب جمعہ اور شب دوشنبہ بعد نمازِ عشا آدھی رات تک ذکر جہر و نفی و اثبات جلی و خفی میں مشغول رہے۔ دل حضورِ باری کی جانب متوجہ رہے، اور جب تک اس حلقہ ذکر میں رہے وجد و شوق کے ساتھ ذکر الٰہی میں مستغرق رہے۔ نیز فرماتے کہ اگر تو چاہے تو ہر شب اسے تنہا پڑھ لیا کرتا کہ تیرا باطن چمک اُٹھے۔

مورخ موصوف نے مزید لکھا ہے کہ اس حلقہ مذکورہ میں قصائد و اشعار دف کے ساتھ پڑھے جاتے لیکن ذکر کی آواز دف کی آواز سے بلند رہا کرتی تھی۔ نیز ذکر سننے کے بعد وجد و شوق کی حالت میں وہ آلات آہنی (مثلاً گرز و شمشیر و سیخ وغیرہ) سے اپنے بدن پر ضرب کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی عنایت اور آپ کے فیض و برکت سے (کرنے والے کو) کچھ بھی نقصان نہ پہنچاتے تھے۔ شیر و گرگ اور سانپ بچھو کو پکڑنا، آگ میں داخل

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ہونا اور پانی پر چلنا (آج تک) آپ کے توابعین میں جاری ہے۔کذا فی انوار احمدی للمطری۔

یہ مجلس راتب' خاندانِ رفاعیہ کے ساتھ مخصوص ہے۔جس طرح سماع محدود ہے طریقہ چشتیہ کے ساتھ۔یوں ہی ہر سلسلہ کے پیشواؤں نے اپنے توابعین ومریدین کے لیے ذکر کا ایک خاص طریقہ مقرر کیا ہے جس کی تعمیل صاحب سلسلہ کی اجازت کے بغیر ناروا اور بے سود ہے۔(ظاہر ہے) اگر صاحب سلسلہ سے اجازت لیے بغیر وہ چیز ہٹ دھرمی سے چلادیں تو وہ فیض کہاں سے نصیب ہوگا جو کہ ایک صاحب اجازت کو حاصل ومیسر ہے۔

کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ہیچ کس از خود بخود چیزے نہ شد ☆ ہیچ آہن ہم بخود تیزے نہ شد

مولوی از خود نہ شد مولائے روم ☆ تا غلام شمس تبریزی نہ شد

یعنی کوئی شخص از خود کوئی چیز نہیں بن جاتا۔کسی لوہے کے اندر خود بخود تیزی پیدا نہیں ہوجاتی۔

مولوی اپنی ذاتی قابلیت ولیاقت سے مولائے روم نہیں بن گیا۔اسے مولائے روم بننے کے لیے پہلے شمس تبریزی کی غلامی اختیار کرنا پڑی تھی۔

وہ بزرگ مزید فرماتے ہیں۔

علم باطن ہم چو زبد وعلم ظاہر ہمچو شیر

کے شود بے شیر زبد و کے شود بے پیر پیر

یعنی علم باطن کی مثال مکھن کی سی ہے اور اس کے مقابلے میں علم ظاہر دودھ کی مانند ہے۔جس طرح بغیر دودھ کے مکھن وجود میں نہیں آسکتا اسی طرح کوئی شخص

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بغیر کسی کے سے وابستہ ہوئے (کامل) پیر نہیں بن سکتا۔

(عربی کا مشہور مقولہ ہے) مَنْ خَدِمَ خُدِمَ . یعنی جو دوسروں کی خدمت کیا کرتا ہے، ایک وقت آتا ہے کہ لوگ خود اس کے خدمت گزار بن جاتے ہیں۔

بیعت و اِجازت کے اَحوال و کیفیات مشائخ عظام کی کتابوں مثلاً 'القول الجمیل' وغیرہ میں خلاصہ وار تحریر ہیں، اس مختصر رسالہ میں اس کو بیان کرنے کی گنجائش نہیں۔

اِزدواج واَولاد

تاریخ ونسب سے متعلق کتابوں میں مذکور ہے کہ آپ نے کئی ایک شادیاں کیں اور ان سے بہت سے بچے پیدا ہوئے۔ (بتایا جاتا ہے کہ) آپ کے بارہ بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں، جن میں سے چار صاحبزادوں کے ذریعہ آپ کا نسب جاری ہو کر مختلف ملکوں میں پھیلا، جب کہ آپ کے آٹھ بیٹے' اولاد کی دولت سے محروم رہے۔

فرزند اکبر سید صالح رفاعی اپنے والد بزرگوار کی موجودگی ہی میں دنیا سے چلے گئے اور سیدی یحییٰ البخاری کے قبے میں مدفون ہیں۔ ان کے بیٹے سید محمد شمس الدین جانشین ہوئے جن کی نسل' واسط، بصرہ، اور سبیلیات وغیرہ میں پھیلی ہوئی ہے۔

دوسرے فرزند سید محمد معدنِ اسرار اللہ الرفاعی والد گرامی کے پردہ فرما جانے کے بعد تخت سجادگی و تولیت پر متمکن ہوئے۔ آپ کی قبر سعید مصر میں زیارت گاہِ عالم ہے۔ آپ کی اولاد مصر وشام، سبیلیات ومدینہ منورہ، عجم واستنبول اور ہندستان کے شہر بمبئی وسورت وغیرہ میں موجود ہے۔

تیسرے فرزند سید ابراہیم النقیب ہیں جن کے بیٹے سید احمد صیاد سے آپ کا نسب حویزہ، بوشہر، اور بندر ریک وغیرہ میں معروف ومشہور ہے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

چوتھے فرزند سید علی سکران تھے جن کے بیٹے سید شمسان رفاعی سے آپ کی نسلیں عراق وماوراء النہر، اور ہندوقندھار وغیرہ میں بکھری ہوئیہیں۔

بقیہ آٹھ فرزندوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں : سید اسماعیل المجذوب...... سید یوسف...... سید عبدالفتاح...... سید ابوالمحامد حسن...... سید حسین...... سید موسیٰ...... سید محمود......اور سید عبدالمحسن -نفعنا اللہ باروا حہم- جو لاولد رہے۔

دوصاحبزادیوں میں سے پہلی کا نام خدیجہ تھا جن کو زینب بھی کہتے ہیں۔اور دوسری فاطمہ تھیں-علیہم الرحمۃ والرضوان-۔'تریاق، سفینہ احمدی، انسابِ طالبیہ، الدرۃ المضیۂ، روضۃ الانساب، خلاصۃ الانساب اور بحرالانساب' وغیرہ میں یوں ہی ہے۔

کرامات وتصرفات

حضرت شیخ سید احمد کبیر رفاعی -قدس سرہ- کی کرامات وتصرفات بے شمار ہیں اور مشہور ومعروف بھی۔سیرت وتاریخ کی معتبر کتابوں مثلاً تاریخ امام یافعی، تاریخ تریاق، سواد العینین امام رافعی، الانتصاح فی ذکر الصلاح، تریاق المحبین، اور نزہۃ المجالس وغیرہ میں ان کی تفصیلات موجود ہیں۔یہاں بغرضِ اختصار بس دوایک کراماتِ خیرآیات تحریر کی جاتی ہیں۔

حضرت عمرو ابی الفرج الفاروقی سے منقول ہے کہ ایک روز شہر واسط کے دریا کے کنارے ہم میں سے اکثر لوگ قطب المعظم سیدنا احمد کبیر الرفاعی کے ہمراہ موجود تھے کہ اچانک آپ نے نعرہ لگاتے ہوئے فرمایا کہ مجھے یوں الہام ہوا ہے کہ اے احمد! اپنے جد اَمجد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے جا، وہاں تیرے لیے ایک سعادت بھری نعمت واَمانت رکھی ہوئی ہے جو مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تجھے عطا فرمائیں

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

گے؛ لہٰذا اب میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے آمادہ ہوں، تم لوگوں کا کیا اِرادہ ہے؟۔اس وقت سید عبد الرزاق الحسینی نے فوراً کھڑے ہوکر فی البدیہ' یہ شعر موزوں کر کے عرض کیا۔

مر کل امر فانا لا نخالفه☆ وحد حدا فانا عنده نقف

یعنی جو کچھ اِرشادِ عالی ہو ہم کبھی اس کی مخالفت نہیں کر سکتے بلکہ اس کی تعمیل کے لیے ہمہ وقت ہم بسر و چشم حاضر ہیں۔

الغرض آپ وہاں سے لوگوں کے ساتھ اُم عبیدہ تشریف لائے اور اسبابِ سفر تیار کر کے عازم حجاز ہو گئے۔مصنف کی شہادت کے مطابق یہ واقعہ ۵۵۵ھ کا ہے۔آپ کے حج بیت اللہ کے اِرادے کو دیکھ کر لوگوں کی ایک بڑی جماعت آپ کی معیت میں سوئے حجاز روانہ ہوگئی۔حج کے جملہ ارکان ومناسک ادا کرنے کے بعد آپ زیارتِ نبوی کے لیے روانہ ہوئے۔ اور برہنہ پیادہ پا چلتے ہوئے روضہ اقدس تک پہنچے۔اس وقت کوئی نو ہزار (۹۰۰۰) سے زیادہ لوگ (آپ کے ساتھ) موجود تھے۔

حضرت شیخ احمد کبیر رفاعی نمازِ عصر کے بعد حرم نبوی میں داخل ہوئے۔سارے زائرین' حرم اقدس اور اس کے اطراف وجوانب میں جمع تھے۔شیخ رفاعی نے قبر انور کے قریب ہو کر نہایت ادب واِنکسار سے تحفہ سلام پیش کیا: **السلام علیک یا جدی** فوراً انعام واِکرام کے طور پر آپ کو جواب ملا: **و علیک السلام یا ولدی** ، جسے حاضرین نے اپنے کانوں سے سنا۔سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے اس درجہ شفقت ورحمت ہونے کے باعث فرطِ ذوق وشوق میں سید احمد کبیر رفاعی پر وجد وکپکپی کی کیفیت طاری ہوگئی، کھڑے رہنے کا یارا نہ رہا۔تھوڑی دیر بعد قبر شریف سے نزدیک ہو کر نہایت عجز و فروتنی سے یہ رباعی پیش کی۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

فی حالۃ البعد روحی کنت أرسلھا

تقبل الأرض عنی و ھی نائبتی

و ھٰذہ دولۃ الاشباح قد حضرت

فامد یمینک کی تحظی بھا شفتی

یعنی (اے اللہ کے رسول) ہجروفراق اور دوری ومجبوری کے عالم میں اپنی روح کو اپنا نائب بنا کر (آپ کی بارگاہ میں سلام پیش کرنے کے لیے) بھیج دیا کرتا تھا، جو میری طرف سے خاکِ حرم چومنے کی سعادت حاصل کرتی تھی۔اور آج قسمت نے یاوری کی اور یہ ہیچ مداں خود حاضر بارگاہِ عالی ہوگیا ہے، تو اپنا دایاں ہاتھ (قبرانور سے باہر) نکالیں تا کہ میرے ہونٹ بھی انھیں بوسہ دینے کی عزت وسعادت پالیں۔

سبحان اللہ! شیخ رفاعی پر رسول خیرالانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کیا بارشِ نوازش وکرم ہے کہ ابھی رباعی مکمل بھی نہ ہونے پائی تھی کہ قبر مبارک شق ہوئی اور معجزانہ طور پر آپ کا دست مبارک چمکتے سورج کی مانند اس سے باہر نکلا، حضرت شیخ رفاعی نے فوراً اس کے بوسے لیے، جس کی برکت سے آپ فوائد ظاہری اور کمالاتِ باطنی کا مجموعہ بن گئے۔جس وقت یہ واقعہ رونما ہوا، اس وقت وہاں بہت سے اَصحاب فضل وکمال موجود تھے لیکن صاحب تریاق المحبین کی شہادت کے مطابق وہاں پر موجود اولیاے کرام اور مشائخ عظام کے اسماے گرامی یہ ہیں: شیخ عقیل المنجی، شیخ حیاۃ بن قیس الحرانی، شیخ عدی بن مسافر، شیخ عبدالقادر الجیلانی، شیخ احمد الزعفرانی، اور شیخ سید عبدالرزاق الحسینی۔ان کے علاوہ اور بھی بہت سے اولیاے کاملین اور مشائخین صالحین وہاں موجود تھے-شرف المحتم، التنویر، اور نزہۃ المجالس وغیرہ میں ایسا ہی ہے-۔

اصحابِ کرامت مآب اور اَرباب ولایت انتساب سے مروی ہے کہ ایک روز

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حضرت سیدنا پیر پیراں میر میراں محی الدین شیخ عبدالقادر الجیلانی - رحمہ اللہ تعالیٰ - نے اپنے خادم خاص کو سلطان العارفین شیخ احمد الکبیر الرفاعی کی بارگاہ میں بھیجا اور زبانی کہلوادیا کہ شیخ سے جاکر پوچھو :

ما العشق؟.

یعنی عشق کیا چیز ہے؟۔

حضرت سید احمد کبیر رفاعی نے خادم سے جب **ما العشق** سنا تو ایک آہِ جگر دوز سینۂ پرسوز سے نکالی اور فرمایا :

العشق نار یحرق ما سوی اللّٰہ تعالیٰ .

یعنی عشق اس آگ کو کہتے ہیں جو اللہ جل مجدہ کے سوا ہر چیز کو جلا کر راکھ کردے۔

چنانچہ آپ کی اُس آہِ جانکاہ کی تاثیر سے پہلے تو وہ درخت جل کر خاک ہوگیا جس کے زیر سایہ آپ تشریف فرما تھے، اور پھر وہ خاکستر، پانی بن کر آپ کے بیٹھنے کی جگہ پہنچ کر برف کی مانند جم گیا۔

خادم خاص نے یہ حال پرملال دیکھنے کے بعد حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی بارگاہ میں لرزاں وترساں حاضر ہوکر بادیدۂ نم ساری کیفیت بیان کردی۔آپ نے فرمایا: تم اسی مقام پر واپس جاؤ، اور جس جگہ حضرت سید احمد کبیر رفاعی کا جسم مبارک محبت الٰہی کی گرمی سے جل کر پہلے خاکستر اور پھر فیوضاتِ ربانی سے پانی ہوگیا تھا، اس جگہ کو عطر و گلاب وغیرہ عطریات سے معطر کردو اور اس پانی کے اردگرد بخور جلاؤ دیکھنا ان کا جسم مبارک پھر عالم عنصری میں رجوع کرے گا۔

چنانچہ اس خادم نے حسب اِرشاد تعمیل کی ۔ ابھی ایک ساعت بھی نہ گزری تھی کہ حضرت سید احمد کبیر الرفاعی نے مقام فنافی الفنا''**موتوا قبل أن تموتوا** ''سے پھر

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

رجوع کیا، اور وہ پانی قدرتِ الٰہی سے جسم کی صورت اختیار کرگیا، اور سید احمد کبیر الرفاعی -قدس سرہ- کلمہ پڑھتے ہوئے اُٹھ بیٹھے۔

قادرا قدرت تو داری ہر چہ خواہی آں کنی
مردہ را جانے تو بخشی زندہ را بے جاں کنی

یعنی اللہ جل مجدہ کی توفیق قدرت سے آپ بھی قدرت رکھتے ہیں اور جو چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے۔ جس مردے کو چاہیں زندگی بخش دیں اور جس زندہ کو چاہیں بے جان کردیں۔

جس وقت یہ خبر فرحت اثر حضرت سیدنا شیخ عبدالقادری الجیلانی -رحمہ اللہ تعالیٰ- کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: جو اولیا فنا در فنا کے اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں تو پھر اس عالم عنصری میں رجوع کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ ہاں دو ولی ایسے ہوئے ہیں جو عالم عنصری میں لوٹ آتے ہیں۔ ایک تو یہی سید احمد کبیر الرفاعی ہیں اور دوسرے اگلے زمانے کے ایک بزرگ ہوئے ہیں کہ ان کا بھی یہی حال تھا۔

شہ سوارانے کہ دیدند حسن یار ☆ یافتند دریائے حسنش بے کنار
جملہ گشتند غرق بحر حسن دوست ☆ نے خبر از بحر دارند نے کنار

یعنی کچھ ایسے شہ سوار بھی ہیں جو حسن یار کو تکنے میں لگے ہوئے ہیں، اور انھیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دریائے حسن کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔

پھر کیا ہوا کہ سارے کے سارے اسی حسن دوست کے سمندر میں غرق ہو کر رہ گئے۔ پھر نہ انھیں سمندر کا ہوش رہا اور نہ کنارے کی خبر رہی۔

-کذا فی گلدستہ کرامات وغیرہ- واللہ اعلم۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

ولادت ووفات

آپ کی ولادت با سعادت جمعرات کے دن یکم رجب المرجب ۵۱۲ھ میں ہوئی۔آپ نے چھیاسٹھ سال کی عمر پائی۔جمعرات ہی کے دن بوقت عصر-اکثر مورخین کے بقول-۲۲/ جمادی الاول ۵۷۸ھ کوام عبیدہ کے مقام پر آپ کا اِنتقال ہوا،اور وہیں آپ کا روضۂ مبارک زیارت گاہِ خلائق ہے۔

رضي الله عنه و نفعنا الله به في الدنيا و الآخرة و بجميع عباد الله الصالحين آمين و ما توفيقي إلا بالله، حسبي الله و نعم الوكيل نعم المولىٰ و نعم النصير.

كتبه خادم الطلاب والمشائخين

السيد نور الدين سيف الله

ابن صاحب السجاده السيد حسام الدين الحسينى الموسوى الرفاعى – عفا الله عنهما و عن سائر المسلمين– آمين يا رب العالمين.

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تصدیقات علمائے دین ومفتیانِ شرع متین

قد صح الجواب. كتبه خادم الشرع الشريف
قاضي شريف عبد اللطيف لونڈے
قاضي شجزيره معموره بمبئی و تعلقه رتناگيري

ما ظهر في هٰذا الفتوىٰ من الروايات الشرعية
والمسائل الفقهية فهو صحيح كتبه السيد
علوي بن محمد أحمد العيدروس عفي عنهم

ما فيه المسطور فهو صحيح

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

و قد أصاب فيما أجاب و اللّٰه أعلم بالصواب
كتبه خادم الطلبة القاضي إسماعيل المهري
–عفا اللّٰه تعالىٰ عنه و عن والديه–

ما أجاب المجيب فهو فيه مصيب
كتبه خادم الشرع القاضي
شيخ محمد مرگهي –عفي عنه–

ما حرره في هٰذه الرسالة فهو صحيح

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

خادم العلماء محمد كاظم –عفي عنه–

ما حرر في هٰذه الرسالة فهو صحيح

كتبه خادم الطلاب ضياء اللّٰه بن مولوي

محمد أحسن –عفا اللّٰه عنهما و جميع المسلمين–آمين.

الأمر كما كتب. كتبه أضعف السالكين

السيد أبو النصر حسام الدى الحسيني

الموسوي الرفاعي–عفي عنه– آمين.

الأمر كما ذكر. كتبه العبد المسكين

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

السيد عماد الدين الرفاعي – عفى عنه–

الجواب صحيح. كتبه سيد جهانگير

بن سيد مير غازي صاحب القادري –عفي عنهما–

حامدا و مصليا و مسلما

فی الواقع بعد قیل وقال صحیح یہی ہے کہ دف بجانا شرعاً مباح ہے، نیز اشعار وقصائد حسنہ پڑھنا بھی درست ہے۔اور وجد صحیح کے وقت بلا اختیار تحرک وتمایل میں معتمد قول کے مطابق کچھ کلام نہیں۔یوں ہی شمشیر وخنجر وغیرہ سے ضرب کرنا بلا تصنع وشعبدہ بازی اور عدم ضرر واضرار، دینی مصلح کے پیش نظر جائز ہے۔اسی طرح لفظ ''یا'' یا بغیر یا (بزرگوں سے) استمداد وتوسل مذہب منصور جمہور کے مطابق جائز ہے۔علم ونشان زمانۂ نبوی میں تھے اور جنگ وجہاد کے وقت ساتھ ہوتے تھے۔بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں جھنڈے کے ساتھ داخل ہوئے –کما ذکرہ الجیب– یوں ہی کلمہ طیبہ وغیرہ کا جھنڈے کے اوپر لکھنا بشرط حفظ حرمت درست ہے۔اور اولیاے کرام –نفعنا اللہ ببرکاتہم– کی نسبت بے جا کلمات کہنا دنیا وآخرت میں وبال ونکال کا باعث ہے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

حررہ العبد المفتقر إلى مولاہ عبيد اللّٰہ

–جعل اللّٰہ آخرتہ خيرا من أولاہ–

تحریر مجیب لبیب بلا شک صحیح و درست ہے۔

اور تقریر حبیب مصیب ہدایت منکر کے لیے نجیح و چست ہے۔

حررہ أحقر عباد اللّٰہ المنان محمد خليل الرحمن

–عفا اللہ عنہ و عن والديہ وعن جميع المسلمين بالفضل والاحسان–

ما قالہ مولانا فصحيح و معتمد. كتبہ خادم الشرع

القاضى إسماعيل الجلمائي الشافعي

–عفا اللّٰہ تعالیٰ عنہ و عن جميع المومنين– آمين يا رب العالمين.

تحریر مجیب بلا ریب صحیح ہے اور طریقہ رفاعیہ بموجب ارشادِ سیدنا الشیخ سید عبد القادر الجیلانی –قدس سرہ العزیز– طریقہ حقہ سے ہے۔ جیسا کہ حضرت محبوب سبحانی نے اپنے

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

قصیدے میں ارشاد فرمایا ہے۔

كـــذا ابن الرفاعي كان مني

ليسئل لي طريقي و اشتغالي

اور دف بجانا رفاعیہ کا بموجب طریق اپنے کے ان کو جائز ہے جیسا کہ حدیقۃ الندیۃ شرح طریقہ محمدیہ وغیرہ میں ہے۔

حرره المحمود حرسه الله الودود.

جو کچھ مجیب نے لکھا ہے بے شک صحیح ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی -رحمہ اللہ- نے مدارج النبوۃ کی جلد اول باب دہم میں حکم سماع اور دف وغیرہ بجانے کے تعلق سے طرفین کے اقوال تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اور ان کی اباحت میں بہت سے دلائل پیش کیے ہیں، جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ یوں ہی انبیا و اولیا سے توسل و استمداد کے طریقے پر ندا کرنا جائز ہے۔ چنانچہ فصل الخطاب میں اس کی شرح و تفصیل موجود ہے۔

كتبه عبد المذنب الذي هو في بحر المعاصي غريق

الفقير الحقير محمد صديق

-وقاه الله في الآخرة من النار الحريق-

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

شکریہ

-الحمد للہ والمنّہ - کہ علمائے باتمکین ، قاضیانِ شرع مبین اور مشائخ اَہل اِرشاد وتلقین نے اِس رسالہ صداقت مقالہ کو عنایت کی آنکھوں سے ملاحظہ ومطالعہ فرما کر اپنے دستخط ومواہیر سے مرتب ومزین فرمایا۔ بالخصوص حضرت عموی صاحب قبلہ وکعبہ مولانا مولوی حاجی سید عماد الدین صاحب الرفائی اور حضرت مولانا واستاذنا مولوی حاجی عبید اللہ صاحب - مدظلہما - نے بہ نظر صحت و اِصلاح نہایت تحقیقات سے ملاحظہ فرما کے بندے کو ممنون ومشکور گردانا۔

احقر مولف ان سب حضرات بابرکات کا تہِ دل سے شکرگزار ہے - خداوند عالم ان صاحبانِ ذیشان کو سلامت باکرامت رکھے اور جزائے خیر عنایت فرمائے -

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

تقریظ جلیل

افسر شعرائے شیریں سخن، فخر سخنورانِ گجرات ودکن
معروف ومشہور جناب محمد منظور صاحب منظور

اے امارت وسیادت تضمین، اے صاحب علم وحلم فصاحت وبلاغت تمکین، عالی جاہ رفعت پناہ، والا مناقب مولانا سید نور الدین صاحب سجادہ، مسند آرائے رفاعیہ۔ جزاکم اللّٰہ خیر وحرسکم اللّٰہ من کل ضیر — حبذا مرحبا صد مرحبا، آفریں بلکہ ہزار آفریں کہ آپ نے بطورِ خاص اس زمانے میں جب کہ اکثروں کے عقیدے بودے ہوگئے ہیں۔ لوگ ایسے خواب غفلت میں سوگئے ہیں کہ بزرگانِ دین واَولیائے سالکین بلکہ قطب الاقطاب، ائمہ عالی جناب، اہل بیت اطہار، اصحاب کبار، تک کی بزرگی یا خرقِ عادات کا جب کچھ ذکر آتا ہے تو اس کو ایک فسانہ جانتے ہیں اور اس سلسلہ میں کسی کی نہیں مانتے ہیں۔

آپ نے یہ رسالہ ایسا لکھا ہے کہ باید وشاید!، میں نے اس عجالہ کو اوّل سے آخر تک دیکھا۔ اس میں بارہ سوال مع جواب باصواب معتبر کتابوں کے حوالے سے تحریر ہیں۔ پھر اخیر میں ایک فائدہ لکھا ہے جس میں اختصار وخوبی کے ساتھ سیدنا احمد الکبیر الرفاعی کے حالات وکرامات درج ہیں۔

یہ رسالہ ایسے دلائل ساطعہ اور براہین قاطعہ سے پُر ہے کہ مخالفین کو چون وچرا کرنے کی مجال نہیں، کسی کو یارائے قیل وقال نہیں۔ ہم سوائے اس کے اور کچھ نہیں لکھتے کہ باری تعالیٰ آپ کے جدامجد کے طفیل آپکو اِس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔

(اخیر میں کئی ایک قطعاتِ تاریخ درج تھے جنھیں بخوفِ طوالت' حذف کردیا گیا ہے)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

کتابیات:

- قرآن کریم .ابتدائے نزول: ۶۱۰ء- انتہائے نزول: ۹ر ذی الحجہ ۱۰ھ/ ۶۳۲ء
- مسند الطيالسي : سلیمان بن داؤد طیالسی [۲۰۴ھ]
- مصنف عبد الرزاق : ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی [۲۱۱ھ]
- مصنف ابن أبي شيبة : ابوبکر عبداللہ بن محمد بن احمد نسفی [۲۳۵ھ]
- مسند ابن أبي شيبة : ابوبکر عبداللہ بن محمد بن احمد نسفی [۲۳۵ھ]
- مسند امام احمد بن حنبل : امام احمد بن محمد بن حنبل شیبانی [۲۴۱ھ]
- صحيح بخاري : امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری [۲۵۶ھ]
- المعجم الكبير : امام سلیمان بن احمد طبرانی [۲۶۰ھ]
- المعجم الأوسط : امام سلیمان بن احمد طبرانی [۲۶۰ھ]
- المعجم الصغير : امام سلیمان بن احمد طبرانی [۲۶۰ھ]
- صحيح مسلم : امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج قشیری [۲۶۱ھ]
- سنن ابن ماجه : امام عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی [۲۷۳ھ]
- سنن ابی داؤد : امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث [۲۷۵ھ]
- الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم : ابوبکر بن عمرو بن ضحاک مخلد شیبانی [۲۸۷ھ]
- السنن الكبرىٰ للنسائي : امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی [۳۰۳ھ]

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

- سنن نسائی : امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی [۳۰۳ھ]
- مسند أبي يعلى الموصلي : احمد بن علی موصلی [۳۰۷ھ]
- مستخرج أبي عوانة : یعقوب بن اسحاق اسفرائنی [۳۱۶ھ]
- صحيح ابن حبان : ابوالشیخ محمد بن حبان [۳۵۴ھ]
- أخلاق النبي لابي الشيخ الأصبهاني : ابومحمد عبداللہ بن محمد انصاری [۳۶۹ھ]
- مستدرک للحاكم : محمد بن عبداللہ بن حمدویہ حاکم نیساپوری ابن البیع [۴۰۵ھ]
- حلية الأولياء : ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی [۴۳۰ھ]
- مسند الشهاب القضاعي : ابوعبداللہ محمد بن سلامہ قضاعی شافعی [۴۵۴ھ]
- دلائل النبوة للبيهقي : ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی [۴۵۸ھ]
- السنن الكبرىٰ للبيهقي : ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی [۴۵۸ھ]
- شعب الايمان للبيهقي : ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی [۴۵۸ھ]
- المغني لابن قدامة : ابوالمعالی بغدادی معروف بہ ابن قدامہ [۴۸۶ھ]
- شرح السنة للبغوي : ابومحمد حسین بن مسعود بن محمد فراء بغوی شافعی [۵۱۶ھ]
- شرح البخاري ابن بطال : ابوالحکم بن زکریا بن بطال برہانی کوفی اشبیلی [۵۴۹ھ]
- تاريخ مدينة دمشق : علی بن حق دمشقی معروف ب ابن عساکر [۵۷۱ھ]
- الروض الأنف : ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن احمد سہیلی [۵۸۱ھ]
- المنتظم في تاريخ الأمم : عبدالرحمٰن بن علی بن جوزی بغدادی [۵۹۷ھ]
- العلل المتناهية : عبدالرحمٰن بن علی بن جوزی بغدادی [۵۹۷ھ]
- النهاية في غريب الأثر : محبّ الدین مبارک بن محمد جزری ابن اثیر [۶۰۶ھ]

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

- المحيط البرهاني في الفقه النعماني : ابوالمعالی محمود بن عمر حنفی ابن مازہ [۶۱۶ھ]
- إحكام الأحكام في أصول الأحكام : علی محمد سیف الدین آمدی شافعی [۶۳۱ھ]
- رياض الصالحين : حافظ ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی [۶۷۶ھ]
- المنهاج للنووي : حافظ ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی [۶۷۶ھ]
- تهذيب الآثار : احمد بن محمد طبری مکی شافعی [۶۹۴ھ]
- الإلمام بأحاديث الأحكام : تقی الدین ابوالفتح محمد بن علی ابن دقیق مالکی [۷۰۲ھ]
- عيون الأثر في فنون المغازي والشمائل والسير : ابن سید اندلسی [۷۳۴ھ]
- مشكوة المصابيح : شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی عراقی [۷۴۲ھ]
- تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق : فخر الدین عثمان بن علی زیلعی [۷۴۳ھ]
- البداية و النهاية : حافظ عماد الدین ابوالفداء اسمٰعیل ابن کثیر [۷۷۴ھ]
- تحفة المحتاج في شرح المنهاج : عمر بن احمد الوادیاشی اندلسی [۸۰۴ھ]
- مجمع الزوائد و منبع الفوائد : امام نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی [۸۰۷ھ]
- فتح القدير : محمد بن عبدالواحد کمال الدین حنفی معروف بہ ابن ہمام [۸۶۱ھ]
- المبدع شرح المقنع : ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن مفلح صالحی حنبلی [۸۸۴ھ]
- نزهة المجالس و منتخب النفائس : عبدالرحمٰن بن عبدالسلام صفوری [۸۹۴ھ]
- المقاصد الحسنة للسخاوي : شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی [۹۰۲ھ]
- جمع الجوامع : جلال الدین عبدالرحمٰن ابوبکر سیوطی [۹۱۱ھ]
- المواهب اللدنية بالمنح المحمدية : شہاب الدین احمد قسطلانی [۹۲۳ھ]
- سبل الهدیٰ و الرشاد : ابوعبداللہ محمد بن یوسف صالحی شامی [۹۴۲ھ]

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

- مواهب الجليل في شرح الشيخ خليل : محمد عبدالرحمٰن حطاب رعینی [۹۵۴ھ]
- البحر الرائق شرح كنز الدقائق : زین الدین ابن نجیم مصری حنفی [۹۷۰ھ]
- المطالب العالية : حافظ شہاب الدین احمد بن ابن حجر عسقلانی مکی [۹۷۳ھ]
- تخريج أحاديث الإحياء : حافظ شہاب الدین احمد بن ابن حجر عسقلانی [۹۷۳ھ]
- كنز العمال : علاء الدین علی متقی بن حسام الدین ہندی برہانپوری [۹۷۵ھ]
- مغني المحتاج إلى معرفة ألفاظ المنهاج : محمد بن احمد شربینی مصری [۹۷۷ھ]
- نهاية المحتاج : محمد بن شہاب الدین احمد انصاری رملی [۱۰۰۴ھ]
- فيض القدير : شمس الدین عبدالرؤف مناوی شافعی [۱۰۳۰ھ]
- مدارج النبوة : ابو محمد عبدالحق بن سیف الدین بن سعداللہ محدث دہلوی حنفی [۱۰۵۲ھ]
- الدر المختار : علاء الدین محمد بن علی حصکفی دمشقی حنفی [۱۰۸۸ھ]
- رد المحتار : سید محمد امین معروف بہ ابن عابدین شامی حنفی [۱۲۵۲ھ]
- أسنى المطالب : سید محمد بن سید درویش بیروتی حوت حنفی [۱۲۷۶ھ]
- المسند الجامع : ابوالفضل سید ابوالمعاطی النوری [۱۴۰۱ھ]
- الفتاوىٰ الهندية : جمعیت علماے اورنگ زیب عالم گیر
- فتاوىٰ مختصر شافي : [ھ]
- غاية الأوطار ترجمه در المختار : [ھ]
- التخليص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير : [ھ]
- روضة المحدثين : [ھ]
- حاشيتا قليوبي و عميرة : [ھ]

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

❁ حاشية الجمل : [ص]

❁ حاشية البحيرمي : [ص]

❁ بريقه محموديه فی شرح طريقه محمديه : [ص]

❁ تحفة الأشراف : [ص]

❁ مسند الصحابة في الكتب التسعة : [ص]

❁ فتاویٰ خليلي : [ص]

يقول أبو الرفقة **محمّد افروز القادری الثقافی الجریاکوتی** – أدام اللّٰه له سلوک سبيل السنة و الجماعة – هذا ما وفقني اللّٰه تبارک و تعالیٰ و أعانني عليه من وضع هٰذا الكتاب الذي دأبتُ في ترتيبهٖ و تسهيله و تجديده و تهذيبهٖ و تذهيبه و تحقيقه و تخريجه بكل ما في وسعي و طاقتي و ﴿ لاَ يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفساً اِلَّا مَا آتٰهَا ﴾ [طلاق : ٧] .

و إني أسئل اللّٰه سبحانه و تعالیٰ أن يجعل عملي هٰذا و جهدي خالصا لوجهه الكريم و هدية الیٰ جناب سيدي رسول اللّٰه العظيم أنجو به من نار الجحيم و ما توفيقي إلا باللّٰه العظيم عليه توكلت و إليه أنيب . قد بدأت عمل التسهيل و التخريج يوم الأربعاء ، ٢/ ربيع الأول عام – ١٤٣١ھ – الموافق شهر فبرائر – ٢٠١٠ء – و كان الفراغ منه – بفضل اللّٰه و منته و توفيقه و معونته – في منتصف يوم الثلثاء ، ٨/ ربيع الأول عام – ١٤٣١ من الهجرة النبوية علیٰ صاحبها الصلوٰة و التحية – ، الموافق شهر فبرائر – ٢٠١٠ء من ميلاد المسيح عليه الصلوة و التسليم – .

رَبَّنَا لاَ تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِيْنَا أَو أَخْطَأنَا

﴿تمّت و بالخير عمّت﴾

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

قلمی مجاہدے :

تصنیف و ترتیب

☆ چند لمحے اُم المومنین کی آغوش میں (م)
☆ بزم گاہِ آرزو (م)
☆ برکات الترتیل Online(م)
☆ اے میرے عزیز! (م)
☆ مرنے کے بعد کیا بیتی؟ Online(م)
☆ پیاری نصیحتیں (غ)
☆ بولوں سے حکمت پھوٹے (غ)
☆ طوافِ خانہ کعبہ کے دوران (غ)
☆ کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی (غ)
☆ بچوں کے لیے چالیس حدیثیں (م)
☆ کاش! میاں بیوی ایسے ہوتے (غ)
☆ جلوۂ صد رنگ (مجموعہ تقاریظ نعمانی) (غ)
☆ نوجوانوں کی حکایات کا انسائیکلوپیڈیا (غ)
☆ 'وقت' ہزار نعمت (غ)
☆ کلامِ الٰہی کی اَثر آفرینی (غ)
☆ قاموس المعاصرین (غ)

تحقیق و ترجمہ

☆ تسہیل و تحقیق انوارِ ساطعہ (م)
☆ تسہیل و تحقیق تحفہ رفاعیہ (م)
☆ تسہیل و تحقیق شرحِ تحفہ محمدیہ (غ)
☆ فضائل شهر رجب لابن محمد خلال (م۴۳۹ھ)
- فضائل ماہِ رجب (غ)

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

☆ لفتة الكبد في نصيحة الولد لابن الجوزي (م۵۹۷ھ)
- امام ابن جوزی کی نصیحت اپنے لختِ جگر کے لیے (غ)
☆ لطائف المعارف لابن رجب الحنبلي (م۷۹۵ھ)
- علم وعرفان کی نکات آفرینیوں کے جلوے یارانِ نکتہ داں کے لیے (غ)
☆ الزهر الفائح في ذكر من ...... لابن الجزري (م۸۳۳ھ)
- وہ لوگ اور تھے! جن کا اِحرامِ ہستی گناہوں سے آلودہ نہ ہوا۔ (غ)
☆ بشرى الكئيب بلقاء الحبيب للامام السيوطي (م۹۱۱ھ)
- آزردہ خاطروں کے لیے رفیقِ اعلیٰ سے ملنے اِک مژدۂ جانفزا (غ)
☆ Evolution an historical lie By: Harun Yahya
- نظریہ اِرتقا ایک تاریخی فریب (از: ہارون یحییٰ، ترکی) (م) Online
☆ Stonege By: Harun Yahya
- پتھر کا زمانہ (م) Online
☆ The Prophet Muhammad By: Harun Yahya
- محمد رسول اللہ (م) Online
☆ The importance of Ahlus Sunna By:H. Yahya
- مقامِ اہلسنّت (م) Online
☆ Civilization of Virtue By: U. Noori Topbash
- نگارِستانِ سعادت (م) Online
☆ گیارہویں شریف کا ثبوت (از: پروفیسر فیاض کاوش) (م)
- Historical Importance of the 11th Date
☆ (پیاری نصیحتیں) Wonderful Counsels (غ)
☆ ما فعل الله بک ؟ (غ)
☆ حكايات الشبَّان (غ)
☆ حول كعبة الله المشرفة (غ)

مختلف علمی وفکری، اَدبی وتنقیدی اور فقہی وتحقیقی موضوعات پر
درجنوں مضامین ومقالات، تبصرے اور تجزیے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

نعمانی بک ڈپو

کی فخریہ پیش کش

وقت ہزار نعمت

تالیف: محمد افروز قادری چریاکوٹی

وقت' ایک عظیم نعمت اور خداوند قدوس کی عطا کردہ بیش قیمت دولت ہے۔ قوموں کے عروج وزوال میں 'وقت' نے بڑا اہم کردار اَدا کیا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جن قوموں نے وقت کے ساتھ دوستی رچائی، اور اپنی زندگی کے شام وسحر کو وقت کا پابند کرلیا، وہ ستاروں پر کمندیں ڈالنے میں کامیاب ہوگئیں، صحراؤں کو گلشن میں تبدیل کردیا، اور زمانے کی زمامِ قیادت اپنے ہاتھوں میں تھام لی؛ لیکن جو قومیں 'وقت' کو ایک بیکار چیز سمجھ کر یوں ہی گنواتی رہیں تو وقت نے انھیں ذلت ونکبت کی اَتھاہ گہرائیوں میں ایسا ڈھکیل دیا کہ دور دور تک کھوجنے سے آج اُن کا نام ونشان تک نہیں ملتا! لہٰذا ہوش کے ناخن لیں، اور اللہ تعالیٰ نے وقت کی شکل میں جو عظیم نعمت دے رکھی ہے اس کی قدر کریں؛ ورنہ یہ نعمت بہت جلد چھن جانے والی ہے، اور پھر کف اَفسوس ملنے کے سوا اور کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ وقت کی قدر وقیمت کے تعلق سے ایک بیش بہا تحفہ۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

علامہ ابن جوزی -۵۹۷ھ- کی دِل اَفروز نصیحت

اپنے لخت جگر کے لیے

ترجمہ و تحقیق: محمد افروز قادری چریاکوٹی

عزیز بیٹے! جسے دولتِ عرفان نہیں ملتی وہ دنیا کی عمر کو بہت زیادہ سمجھتا ہے؛ لیکن پس مرگ اُسے معلوم ہو جائے گا کہ دُنیا کا قیام کتنا مختصر تھا۔ فرض کرو کہ ایک شخص کو ساٹھ سال کی زندگی ملی، تیس سال تو اُس نے سونے میں گنوا دیے، اور قریباً پندرہ سال بچپن کے لا اُبالی پن میں گزر گئے۔ اَب جو باقی بچے، اُن کا اگر دیانت داری سے جائزہ لو تو زیادہ تر اَوقات لذات وشہوات اور کھانے کمانے کی نذر ہوگئے۔ اَب جو تھوڑی بہت کمائی آخرت کے لیے کی تھی اُس کا اکثر حصہ غفلت اور ریا و نمود کی نحوست سے اَٹا ہوا ہے۔ اَب بتاؤ وہ کس منہ سے حیاتِ سرمدی کا سودا کرے گا، اور یہ سارا کا سارا سودا انھیں گھڑیوں اور سانسوں پر موقوف تھا!...... حدیث پاک کے مطابق ''سبحان اللہ و بحمدہٖ'' پڑھنے والے کے لیے جنت میں ایک باغ لگا دیا جاتا ہے، بیٹے! اَب ذرا فکر کو آنچ دے کر سوچو کہ زندگی کے قیمتی لمحات کو برباد کرنے والا کتنے بہشتی باغات کھو بیٹھتا ہے!!!۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

بچوں کی اخلاقی تربیت کے لیے کہانیوں کے ساتھ

چالیس حدیثیں

اَز: محمد افروز قادری چریاکوٹی

بچے اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور چمنستانِ ہستی کے رنگ برنگے پھول ہیں، اُن کے اَخلاق پھول کی پتیوں کی طرح نازک ہوتے ہیں، اچھا اَدب اُن کے لیے بادِ بہار ہے جب کہ فحش لٹریچر بادِ خزاں۔

زندگی کے جس موڑ پر وہ کھڑے ہوتے ہیں وہ بڑا ہی نازک موڑ ہوتا ہے۔ عادتیں وہیں سے بنتی اور بگڑتی ہیں۔ اخلاقی تربیت کا یہ بیش بہا تحفہ دراصل اسی لیے پیش کیا جارہا ہے تاکہ ایک قابل رشک زندگی کی تعمیر میں وہ اس سے روشنی حاصل کرسکیں، اور قوم وملت کے لیے قیمتی سرمایہ بن سکیں۔ بچوں کے اَخلاق وکردار کی تعمیر وتطہیر کے حوالے سے یہ اَدنیٰ سی کوشش شاید آپ کے بچوں کی زندگی میں کامیابی کی للک پیدا کردے۔ یہ کتاب ہر گھر کے ٹیبل کی ضرورت ہے۔

www.izharunnabi.wordpress.com

www.ataunnabi.blogspot.com

موت کیا ہے؟

ترجمہ و تحقیق: محمد افروز قادری چریاکوٹی

یہ کتاب 'فکرِ آخرت کی لو تیز کرنے کی ایک کڑی ہے، اور دنیا برتنے کا سبق دیتی ہے۔ نیز اِس دنیا سے چل چلاؤ کے وقت مومن کن کن نعمتوں اور اِنعامات سے بہرہ ور کیا جاتا ہے ان پر روشنی بھی ڈالتی ہے۔

مرنا چوں کہ ہر ایک کو ہے اس لیے یہ کتاب ہر کسی کے مطالعہ سے گزرنا چاہیے اور اپنی زندگی و موت کی کنہ و حقیقت سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کائنات کی بقیہ چیزوں میں اِختلاف کے شوشے تو نکال لیے جاتے ہیں؛ مگر جگ جگ روشن ہے کہ بس موت ہی ایک ایسی حقیقت ہے جس کی بابت کیا مولوی، کیا حکیم، کیا فلسفی، کیا منطقی کسی کو کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا ہے۔

اس کتاب میں کیا کچھ پنہاں ہے اس کا اندازہ پڑھنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔
یہ کتاب دراصل امام سیوطی کی مشہور کتاب: بشری الکئیب بلقاء الحبیب کا سلیس و رواں ترجمہ ہے۔

ملنے کا پتہ: نعمانی بک ڈپو، مچھلی منڈی، پانڈے کٹرا، چریا کوٹ، مئو، یوپی، انڈیا 276129

www.izharunnabi.wordpress.com